رمضان۔شوال 1439ھ/مئی۔جون 2018ء

ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور
1990-2018
اشاعت کا اٹھائیسواں سال
بزم ندائے مسلم پاکستان

وَاللّٰهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ (القرآن)

ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور

روزہ فقہی اور سائنسی نظریہ سے

شافع محشر ﷺ کا رمضان

رمضان المبارک کے اہم واقعات

غزوۂ بدر حق و باطل کا پہلا تاریخ ساز معرکہ

27 رمضان المبارک پاکستان کی آزادی اور قرآن مجید

ایام مخصوصہ مسائل و غلط تصورات دین اور طب کی روشنی میں

حیرت انگیز پیشگوئیاں

ضرب حیدری

وَالْخَاتَمُ حَقُّكُمْ کہ خاتم ہوئے تم ﷺ

یورپ پر قرآن کریم کے اثرات

اخلاق و کردار

عید مبارک

یکے از مطبوعات:
بزم ندائے مسلم پاکستان

دیر آید درست آید

رمضان کی مبارک ساعتوں میں شیطان قید اور میڈیا آزاد ہوجاتا ہے۔ اتفاق نہیں یہ ایک واردات ہے جو پورے اہتمام سے ڈالی جاتی ہے۔ اس کے پیچھے وہ فکر کارفرما ہے جسے میں سیکولر انتہا پسندی کہتا ہوں۔ ہر ماہ مقدس میں یہ انتہا پسندی مسلم معاشرے کی حساسیت کی توہین اور اس کی قدروں کی تذلیل کرتی تھی اور اس طوفان بدتمیزی کو دیکھ دیکھ جب دل ڈوبتا تھا تو میرے جیسے اس کے سوا اور کیا کرتے کہ دل میں ہوک کی صورت اٹھتے نوحوں کو قلم سے لکھ کر غم ہلکا کرتے۔ اس سال مگر افلاک سے ہمارے نالوں کا جواب جسٹس شوکت عزیز صدیقی کے تازہ فیصلے کی صورت میں آیا۔ رمضان تزکیہ کا مہینہ ہے، افسوس میڈیا نے اسے تہوار بنا دیا۔ کبھی وقت ملے تو حدیث کی کوئی کتاب کھول کر دیکھیے رحمت عالم ﷺ اس کا استقبال کس اہتمام سے فرمایا کرتے تھے۔ خود ہمارا بچپن گواہ ہے کہ ہمارا سماج اس مہینے کو کیسے گزارا کرتا تھا۔

رمضان کا چاند طلوع نہیں ہوتا تھا رحمتیں اور برکتیں اترتی تھیں جو ہم محسوس کرتے تھے۔ آخری عشرے کا تو ماحول ہی کچھ اور ہوتا تھا۔ اب ہمارے گھروں میں بچے ہیں مگر المیہ یہ ہے کہ رمضان آتے ہی میڈیا آزاد ہوجاتا ہے۔ ایک آدھ استثناء کے ساتھ، میڈیا نے رمضان کو ایک انٹرٹینمنٹ بنا دیا۔ ماہ مقدس آتے ہی چینلز پر خصوصی مزاحیہ کھیل شروع ہوجاتے ہیں۔ بدزبان اور بدکلام معروف عالم دین بن کر مسلط ہوجاتے ہیں، سارا سال نیم برہنہ رہنے والی ماڈلز ہمیں دین سکھانے آجاتی ہیں۔ بے ہودہ اور اخلاق باختہ شوز کے ہنگامے کان پھاڑنے لگتے ہیں۔ یہ اشتہارات تو ہم نے دیکھے اور سنے کہ اداکارہ نور سے سورہ نور کی تفسیر سنیے اور اداکارہ میرا اجتماعی توبہ کروائیں گی۔ ادھر افطار ہوتا ہے ادھر ٹی وی پر نیلام گھر سج جاتے ہیں جہاں اخلاقیات اور اقدار کی وہ دھجیاں اڑائی جاتی ہیں کہ قید میں شیطان بھی دیکھ لے تو کہے ''باقی نہیں اب میری ضرورت تہہ افلاک''۔ آخری عشرہ شروع ہوتا ہے تو عید کی تیاریوں کے نام پر وہ طوفان اٹھایا جاتا ہے کہ الامان۔ کیا آپ سمجھتے ہیں یہ سب کچھ اتفاق سے ہوجاتا ہے؟ ہرگز نہیں جناب۔ یہ سیکولر انتہا پسندی کا آزار ہے جو پوری منصوبہ بندی سے ہم پر مسلط ہوا۔ مذہب اور مذہب سے وابستہ تمام علامات کے بارے میں سماج کی حساسیت کو ختم کرنا اس کا مقصد ہے۔ بلا مقصد یہاں کچھ نہیں ہوتا۔

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ (القرآن)
اور اللہ سچی بات کہتا ہے اور وہ ہدایت دیتا سیدھی راہ پر چلنے کی

ماہنامہ
سبیل ہدایت
لاہور

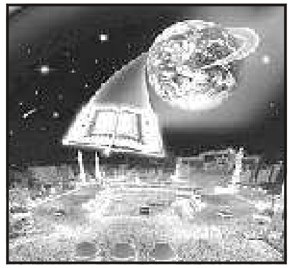
سکولوں، کالجوں اور پبلک لائبریریز کیلئے حکومت پنجاب سے منظور شدہ   رکن: کونسل آف جرائد اہلسنت پاکستان

جلد 28 رمضان، شوال 1439ھ/مئی، جون 2018ء شمارہ 5,6

پبلشر: سید قمر احمد سبزواری
پرنٹرز: اسکارٹ پرنٹرز ہسپتال روڈ لاہور
مقام اشاعت: 8/3 بی ون ٹاؤن شپ لاہور

زرتعاون:
فی پرچہ 40 روپے   طلباء وطالبات: 300 روپے سالانہ
سالانہ: 500 روپے بیرون ملک 20 ڈالر

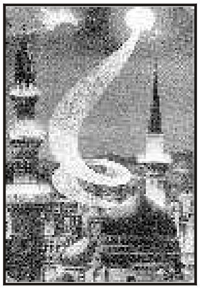
دفتر رابطہ: بزم ندائے مسلم پاکستان
8/3 بی ون ٹاؤن شپ لاہور پوسٹ کوڈ: 54770
0304-4710601/0320-4668118
sabeelh@gmail.com



فرمان ربّ العالمین ﷺ

اللہ کے نام سے جو بے انتہا مہربان اور رحم فرمانے والا ہے۔

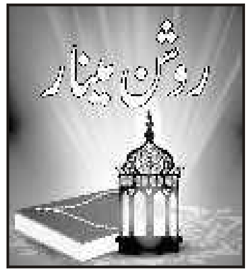
ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ اور تم کیا جانو کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے۔ فرشتے اور روح الامین اس میں اپنے رب کے اِذن سے ہر حکم لے کر اترتے ہیں۔ وہ رات سراسر سلامتی ہے طلوع فجر تک۔



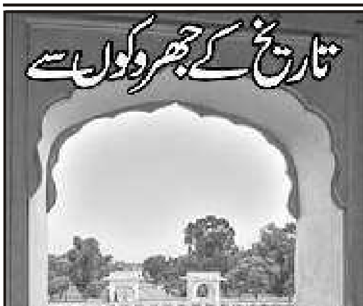
فرمان رحمۃ اللعالمین ﷺ

باب الریان: خالد بن مخلد، سلیمان بن بلال، ابو حازم، سہل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو باب الریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازے سے روزے دار ہی داخل ہوں گے کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا، کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ لوگ کھڑے ہوں گے اس دروازہ سے ان کے سوا کوئی داخل نہ ہو سکے گا، جب وہ داخل ہو جائیں گے تو وہ دروازہ بند ہو جائے گا اور اس میں کوئی داخل نہ ہوگا۔ صحیح بخاری

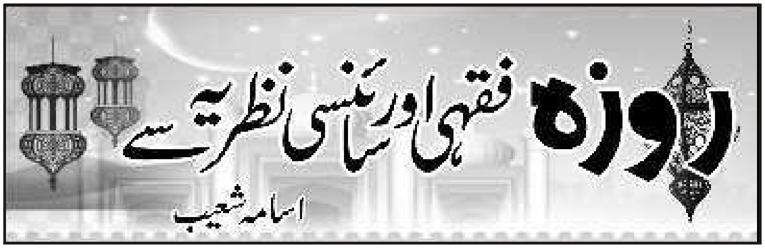
مسلم بن ابراہیم، ہشام، یحیی بن ابی سلمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کھڑا ہو، اسکے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ صحیح بخاری



خلافت فاروقی اس حوالے سے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ اپنے دور خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کئی ادارے اور محکمے قائم کیے، جن میں فوج کی تنظیم، پولیس اور ڈاک کے محکمے کو مربوط کرنا شامل ہے، اس کے علاوہ مسلمان بچّوں اور غریب غرباء کے لیے وظائف شامل ہیں، آپ رضی اللہ عنہ نے مرکزی بیت المال کو مضبوط کیا اور آب پاشی کے نظام کو ترقی دی، آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کی نمایاں خصوصیات میں نئے شہر بسانا بھی ایک اہم قدم ہے۔ بصرہ، کوفہ، فسطاط، موصل آپ رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آباد ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ ہی کے دور بابرکت میں حرم کعبہ اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں توسیع کرائی گئی، آپ رضی اللہ عنہ کے دور مبارک میں جہاں مسلمانوں کے حقوق کا خاص خیال رکھا جاتا، وہیں غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق اور ان کی جان و مال کا بھی خاص خیال رکھا جاتا، آپ رضی اللہ عنہ کے حسن انتظام اور اللہ کے احکامات کے مطابق حکومت کرنے کا نتیجہ تھا کہ اللہ کی رحمتوں کا نزول آسمان سے بھی ہو رہا تھا اور زمین بھی اپنے خزانے اگل رہی تھی، لوگ معاشی حوالے سے اس قدر خوشحال ہو گئے تھے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم لے کر نکلتے لیکن انہیں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا، آپ رضی اللہ عنہ کے دور میں امن و امان کا دور دورہ تھا، عدل اور انصاف کا یہ عالم تھا کہ کوئی بھی شخص کھڑا ہو کر خلیفہ سے سوال کر سکتا تھا اور کوئی اسے روکنے والا نہ تھا۔



وہ ابھی نوعمر ہی تھے، عیسائی فوجیں "رہا" پر قبضہ کر کے مال و اسباب لوٹ کر عورتوں کو پکڑ کر لے جاتی ہیں۔ یہ ظلم دیکھ کر وہ نوعمر لڑکا ایک ترکی بوڑھے کو لے کر سلطان عماد الدین زنگی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچتا ہے۔ عیسائیوں کے مظالم سے بادشاہ کو آگاہ کرتا ہے۔ اس کی اسلامی حمیت وغیرت کو بیدار کرتا ہے اور رو رو کر (مدد کے لئے) فریاد کرتا ہے۔ نیک دل بادشاہ نور الدین زنگی کو ان حالات کا علم ہوتا ہے تو تمام فوجیوں کو جمع کرتا ہے۔ انہیں "رہا" کے حالات سناتا ہے اور جہاد پر اُبھارتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ: صبح میری تلوار "رہا" کے قلعے پر لہرائے گی، تم میں سے کون میرا ساتھ دے گا؟" یہ اعلان سن کر تمام فوجی حیران رہ جاتے ہیں کہ یہاں سے "رہا" 90 میل کی دوری پر ہے، راتوں رات وہاں کیسے پہچا جا سکتا ہے؟ یہ تو کسی طرح ممکن نہیں۔ تمام فوجی ابھی غور ہی کر رہے تھے کہ ایک نوعمر لڑکے کی آواز گونجتی ہے: "ہم بادشاہ کا ساتھ دیں گے۔" لوگوں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک نوعمر لڑکا کھڑا تھا، بعضوں نے فقرے کسے کہ: "جاؤ میاں کھیلو کودو! یہ جنگ ہے بچوں کا کھیل نہیں۔" سلطان نے یہ فقرے سنے تو غصّے سے چہرہ سرخ ہو گیا، بولا: یہ بچہ سچ کہتا ہے اس کی صورت بتاتی ہے کہ یہ کل میرا ساتھ دے گا۔ یہی وہ بچہ جو "رہا" سے میرے پاس فریاد لے کر آیا ہے۔" یہ سن کر فوجیوں کو غیرت آتی ہے، سب تیار ہو جاتے ہیں اور اگلے روز دوپہر تک "رہا" پہنچ کر حملہ کر دیتے ہیں۔ گھمسان کی جنگ ہوئی، عیسائی سپہ سالار بڑی آن و بان کے ساتھ مقابلے کے لئے نکلا۔ سلطان زنگی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس پر کاری ضرب لگائی، مگر لوہے کی زرہ نے وار کو بے اثر بنا دیا۔ عیسائی سپہ سالار نے پلٹ کر سلطان زنگی رحمہ اللہ تعالیٰ پر حملہ کیا اور نیزہ تان کر سلطان کی طرف پھینکنا ہی چاہتا تھا کہ نوعمر لڑکے کی تلوار فضا میں بجلی کی طرح چمک اٹھی اور زرہ کے کٹے ہوئے حصّے پر گر کر عیسائی سپہ سالار کے دو ٹکڑے کر کے رکھ دیئے۔ عیسائی سپہ سالار کے موت کے گھاٹ اترتے ہی عیسائی فوج بھاگ کھڑی ہوئی اور "رہا" پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ آج ہر شخص کی زبان پر نوعمر کی شجاعت کے چرچے ہیں اور یہ واقعہ تاریخ اسلام میں سنہرے الفاظ سے لکھا جاتا ہے۔ اس نوعمر لڑکے کا نام صلاح الدین ایوبیؒ تھا۔ (تاریخ اسلام سے اقتباس)



اللہ رب العزت کا فرمان عالی شان ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ ویسے تو مسلمانوں کو ماہ مبارک میں روزہ رکھنے کے لیے کسی میڈیکل یا سائنسی دلیل کی ضرورت نہیں ہوتی، تاہم کچھ افراد یہ سوال ضرورت کرتے ہیں کہ روزہ رکھنے سے صحت پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، اور کم سے کم 16 گھنٹے کھائے پیئے بغیر کس طرح صحت مند رہا جا سکتا ہے؟ ادارہ

اسلام کی عمارت پانچ ستونوں پر قائم ہے۔ ان میں سے ایک روزہ ہے۔ اس میں انسان کو مخصوص وقت تک کھانے پینے اور نفسانی خواہشات سے دُور رہنا ہے جو کہ نفسِ انسانی کے لیے شاق ہے۔ اسی وجہ سے حکمت الٰہی نے چاہا کہ انسان پر پہلے ہلکی تکالیف عائد کی جائیں تا کہ وہ اس کا عادی ہو سکے چناں چہ اس کو چوتھے نمبر پر رکھا گیا۔

روزے کی فرضیت

روزے کی فرضیت کے بارے میں اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۔ أَيَّاماً مَّعْدُودَاتٍ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضاً أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ (البقرۃ:183-184)

’’اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے فرض کر دیے گئے، جس طرح تم سے پہلے انبیاء کے پیروؤں پر فرض کیے گئے تھے۔ اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی۔ چند مقررہ دنوں کے روزے ہیں۔ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو، یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے‘‘۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ ہر مسلمان، عاقل اور بالغ پر فرض ہے الّا یہ کہ اسے کوئی شرعی عذر ہو تو وہ قضا کر سکتا ہے یا فدیہ دے سکتا ہے۔ لیکن اس کی فرضیت کا منکر کافر، بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور گناہ گار ہے۔ افسوس کا مقام ہے کہ اتنی سخت بات کے باوجود بعض مسلمان روزہ نہیں رکھتے ہیں۔ موجودہ دور میں اگر چہ ان کو سزا دینے والا کوئی نہیں ہے لیکن یاد رہے کہ آخرت کی سزا دنیاوی سزا سے کئی ہزار گنا زیادہ سخت ہے۔

قرآن کریم میں ایک اور جگہ اللہ تعالی نے فرمایا:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيَ أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ۔ (البقرۃ :185)

’’رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور ایسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے جو راہِ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہیں۔ لہٰذا اب سے جو شخص اس مہینہ کو پائے، اس کو لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزہ رکھے‘‘۔

ہر سال کی طرح امسال بھی رمضان المبارک کا مہینہ رحمت و مغفرت اور نیکیوں کا پیغام لے کر ہمارے درمیان موجود ہے۔ بڑے خوش قسمت اور قابل مبارک باد وہ لوگ ہیں جو اس مہینہ میں اپنے پچھلے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اور اللہ تعالی کی بندگی و اطاعت اس طرح سے کرتے ہیں گویا یہ ان کا آخری رمضان ہے۔

روزہ کا مقصد

روزہ کا بنیادی مقصد انسان کے اندر تقوی پیدا کرنا ہے۔ اس سے لوگوں میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت، بندوں کے حقوق کی ادائیگی، زیادہ سے زیادہ نیکی کمانے اور برائیوں سے بچنے اور جسمانی اعضاء کو گناہوں سے بچانے، خاص کر نئی نسل کے لیے فلمیں دیکھنے، میچ دیکھنے، انٹرنیٹ اور موبائل پر فیس بک یا چیٹنگ کے ذریعے ’ٹائم پاس‘ کرنے سے اجتناب کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور اگر ایسا نہیں ہو رہا ہے تو روزہ عبادت نہیں بلکہ بھوک اور پیاس کی لا حاصل مشقت ہے۔

حدیثِ نبوی ہے کہ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’کتنے ہی روزہ دار ہیں جن کو اپنے روزے سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی (رمضان) تراویح پڑھنے والے ہیں جن کو اپنی تراویح میں سوائے رات جاگنے کے اور کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ (ابن ماجہ:1690)

اسی ضمن میں ایک خاص بات یہ ہے کہ ایسا جذبہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب غذا میں کمی کی جائے۔ نفسانی خواہشات کا بھی زور اسی وقت زیادہ ہوتا ہے جب انسان کا پیٹ بھرا ہو۔ عموما ہم لوگ ایک وقت کا کھانا کیا چھوڑتے ہیں کہ شام سے صبح تک مختلف النوع اور توانائی بخش غذائیں اور انرجی ڈرنکس وغیرہ پیٹ میں انڈیلتے رہتے ہیں۔ اس سے تو روزے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے کیوں کہ بھوک پیاس کا احساس نہیں ہوتا ہے۔

روزہ کی نیت

ہر دن روزے کی نیت کرنا واجب ہے۔ بہتر

ہے کہ سحری کے بعد ان الفاظ میں روزے کی نیت کی جائے:

بصوم نویت من شہر رمضان۔

''میں رمضان کے روزے کی نیت کرتا ہوں''۔

روزے نہ رکھنے کے شرعی عذر

(1) بیماری، سفر اور بڑھاپا: جو مرد یا عورت بیمار ہوں یا سفر میں ہوں تو وہ روزہ چھوڑ سکتے ہیں لیکن صحت یابی اور مقیم ہونے کے بعد اس کی قضا واجب ہے اور جو بہت بوڑھے ہوں یا دائم المریض ہوں تو ان کے لیے اجازت ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں لیکن اس کا فدیہ دینا ضروری ہے۔

(2) حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت: جس عورت کو یہ اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے سے اسے یا اس کے بچے کو نقصان پہنچے گا تو اس کے لیے رخصت ہے لیکن بعد میں قضا واجب ہے۔ انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالی نے مسافر کو حالتِ سفر میں روزہ نہ رکھنے اور نصف نماز ادا کرنے کی رخصت دی ہے۔ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے''۔ (ابن ماجہ:1667)

(3) حیض اور نفاس والی عورت: ان حالتوں میں بھی روزہ رکھنے کی ممانعت ہے لیکن پاک ہونے کے بعد ان کی قضا واجب ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہم حیض کی حالت میں ہوتے تو ہمیں روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا اور نماز کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

(1) روزے کی حالت میں مسواک کرنا جائز ہے۔ ٹوتھ پیسٹ یا پوڈر کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے لیکن احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ مسواک کا استعمال کیا جائے کیوں کہ اگر ٹوتھ پیسٹ یا پوڈر حلق سے نیچے چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(2) روزے کی حالت میں پیاس کی شدت کو کم کرنے اور جسم کو ٹھنڈک پہنچانے کے لیے سر پر پانی ڈالنا، کپڑا پانی میں تر کر کے جسم پر لپیٹنا اور کلی کرنا جائز ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت بھی ہے۔

(3) روزے کی حالت میں کلی کرنے اور ناک میں پانی سے ناک صاف کرنے کی اجازت ہے، البتہ اس میں مبالغہ کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(4) روزے دار آنکھ میں سرمہ اور دوا کے قطرے ڈال سکتا ہے یا ناک اور دانت میں بھی لگا سکتا ہے بشرط کہ اس کا اثر حلق تک نہ پہنچے، ورنہ روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(5) انجکشن اگر بطور علاج لگایا جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کیوں کہ اس کے ذریعے دوا رگوں میں خون کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے، دماغ یا معدہ تک قدرتی راستوں سے نہیں پہنچتی ہے۔ البتہ جسم کو طاقت یا غذا پہنچانے والے انجکشن لینے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اس لیے کہ اس سے روزے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔

(6) بوقتِ ضرورت معائنہ کے لیے روزے دار کا خون نکالا جا سکتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے لگوائے حالاں کہ آپؐ احرام میں تھے، اسی طرح آپؐ نے روزے کی حالت میں پچھنے لگوائے۔ (ابن ماجہ:1682)

(7) عورت کا شوہر سخت مزاج ہو یا کوئی شخص ریسٹورنٹ میں باورچی ہو تو اسے نمک وغیرہ چکھنے کی اجازت ہے لیکن پھر اس کو تھوک دیا جائے۔

(8) خوشبو سونگھنا، لگانا اور سرمہ یا تیل کا استعمال جائز ہے۔

(9) Vention Inhaler کا استعمال کرنے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا اس لیے کہ اس سے کوئی چیز معدہ میں نہیں داخل ہوتی ہے۔ اسی طرح سے آکسیجن لینے سے بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

(10) اگر قے خود بخود آ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، خواہ وہ کم ہو یا زیادہ لیکن اگر لوٹا دی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح سے قصدا قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جائے گا۔

(11) کسی انسان کا بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیوں کہ اللہ تعالی نے اسے کھلایا پلایا ہے۔

(12) احتلام سے روزہ نہیں ٹوٹے گا کیوں کہ یہ انسان کے اختیار میں نہیں ہے لیکن مشت زنی سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس کی قضا واجب ہوگی۔

روزے کی قضا، کفارہ اور فدیہ

قضا: ہر مسلمان عاقل و بالغ پر جو کسی عذر یا بغیر عذر روزہ نہ رکھ سکے جیسے حائضہ، بیمار یا مسافر پر روزے کی قضا واجب ہوگی اور اس میں تسلسل شرط نہیں ہے۔

کفارہ: یہ صرف روزے کی حالت میں جماع کرنے سے واجب ہوتا ہے۔ کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کیا جائے اور یہ نہ ممکن ہو تو دو مہینہ مسلسل روزے رکھے (اگر بیچ میں ایک بھی روزہ چھوڑا تو پھر نئے سرے سے رکھنا ہوگا۔ عورت اپنے مخصوص ایام میں چھوڑ سکتی ہے لیکن پاک ہونے کے فورا بعد اس کو رکھنا ہوگا) یہ بھی نہ ممکن ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلایا جائے (صدقہ فطر کے برابر)، کھانا کھلانے میں تسلسل ضروری نہیں ہے۔ ہر مسکین کو دو وقت کا کھانا کھلانا چاہیے اور کھانا بھی اس معیار کا ہو جو وہ اپنے اہل وعیال کو کھلاتا ہو۔ کفارہ مسلمانوں کو دینا چاہیے۔ کافروں کو دینا جائز نہیں ہے۔

فدیہ: یہ حاملہ، مرضعہ اور بوڑھے لوگوں کے لیے ہے جو روزہ رکھنے پر قادر نہ ہوں اور اس کی مقدار بھی صدقہ فطر کے برابر ہے یعنی (ایک مُد)۔

روزے کے طبی فوائد

انسانی جسم ایک مشین کی طرح ہے۔ مشین اسی وقت صحیح کام کرتی ہے جب اس کے تمام پرزے اچھی حالت میں ہوں اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر رہے ہوں۔ اسی لیے مشین کو اس کی صحیح حالت میں برقرار رکھنے کے لیے سرویسنگ (Servicing)، اوور ہالنگ (Overhauling) کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ مشین خراب ہو جائے گی۔ ٹھیک اسی طرح سے انسانی جسم کے تمام اعضاء کو صحیح حالت میں رکھنے کے لیے سرویسنگ، ہالنگ اور ٹیوننگ (Tuning) کی ضرورت ہوتی ہے۔ روزہ جسم کی سرویسنگ کرتا ہے۔ اس سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

(1) روزے سے مٹاپے کا خاتمہ ہوتا ہے۔ یہ ایک خطرناک مرض ہے جس سے مختلف قسم کی بیماریاں ہوتی ہیں۔ اس میں انسان کے جسم میں چربی اور روغنی خلیات (Adipose Cells) بڑھ جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کے خون میں فیٹی ایسڈز (Fatty Acids) (یا کولسٹرول (Cholersterol) زیادہ ہو جاتا ہے جس سے شوگر، بلڈ پریشر، امراضِ قلب اور بانجھ پن وغیرہ جیسی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ یہ بیماریاں ایک بار ہو جائیں تو ان سے چھٹکارا پانا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے مارکیٹ میں ہزاروں روپے کی دوائیں اور اشتہارات آتے ہیں۔ جب کہ روزہ اس کا بہترین علاج ہے اور اس سے ثواب بھی مل جاتا ہے۔

(2) انسان جب لگا تار کھاتا رہتا ہے اور اس کے معدہ کو آرام نہیں مل پاتا تو معدہ مسلسل ہائیڈروکلورک ایسڈ (Hydrochloric Acid) خارج کرتا رہتا ہے جس سے زخمِ معدہ (Peptic Ulcer) کا خطرہ بڑھ جاتا ہے لیکن روزہ رکھنے سے معدہ کو آرام مل جاتا ہے، جس کی وجہ سے اس کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔

(3) روزہ رکھنے سے انسان کے جسم میں مختلف طرح کے ہارمون مثلاً Cortisol ,Noradrenaline , Adrenaline And Liportophine وغیرہ بڑھ جاتے ہیں جس کا اثر انسان کی قوتِ مدافعت، سوچنے سمجھنے کی صلاحیت، مزاج اور اخلاق پر پڑتا ہے۔

(4) روزہ رکھنے سے انسان کی جنسی خواہش میں کمی آتی ہے اور اس کو ذہنی سکون ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص تم میں سے گھر کا بوجھ اٹھانے کی ہمت رکھتا ہو، اسے نکاح کر لینا چاہیے کیوں کہ وہ نگاہوں کو نیچی اور شرمگاہوں کو بچانے والا ہے اور جو شخص اس کی طاقت نہ رکھتا ہو اسے روزہ رکھنا چاہیے کیوں کہ روزہ اس کے حق میں شہوت کو کم کرنے والا ہے''۔ (بخاری:5066)

(5) روزے سے انسان کو خود پر قابو پانے میں مدد ملتی ہے۔ یہ خاص کر سگریٹ، بیڑی، پان گٹکھا اور تمبا کو نوشی کرنے والوں کی عادت چھڑانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

(6) روزہ جسم کو اس قابل بنا دیتا ہے کہ وہ بیماری زدہ اور غیر طبعی بڑھوتری کو جذب کرے، اس لیے کہ جسم کی قوتِ مدافعت کو اس کا موقع مل جاتا ہے۔

(7) روزے سے بخار، جوڑوں کے درد، سردی، قبض، اسہال، دردِ شکم، ماہواری کی بے ترتیبی اور پیشاب وغیرہ کی جلن میں آرام ملتا ہے (Dr Gala)

(8) روزہ ہمارے جسم کے لیے ایک قسم کی کیمیائی توانائی مہیا کرتا ہے جس کو Bio-Chemical Metabolic Exercise کہتے ہیں، جو غذا ہضم کرانے اور اسے بدن کا جز بنانے میں بہت کام آتی ہے۔

(9) روزے سے انسان کے جسم کو غذا کی کمی میں بھی کام کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔

(10) روزہ انسان کے جسم کے کسی بھی حصہ کو نقصان پہنچانے اور کمزوری یا بیماری کا سبب نہیں بنتا ہے کیوں کہ یہ اعضاء و جوارح اور باطنی قوت کی حفاظت کرتا ہے اور فاسد مادوں کو خارج کرتا ہے۔

ان ساری باتوں سے ہمیں اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ روزہ ہمارے جسم کے لیے اللہ تعالی کا دیا ہوا ایک انمول تحفہ ہے جس کے لیے ہمیں اس کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

اپنے ہونے کا ثبوت دیجئے

ہماری کوشش تو ہے کہ ہر ماہ ماہنامہ سبیل ہدایت آپ کی خدمت میں ارسال کیا جاتا رہے۔ اس بار بھی ہم سے تھوڑی سی کوتاہی ہوئی۔ یہ شمارہ مئی اور جون 2018 کا مشترکہ شمارہ ہے۔ جب بھی آپ کو ماہنامہ موصول ہو اس کی اطلاع بذریعہ فون، ایس ایم ایس، ای میل، یا خط ضرور دیں۔ اگر ماہنامہ کی کاپی آپ کو مس پرنٹ یا صفحات کی بے ترتیبی پر مشتمل موصول ہو تو اطلاع کر کے دوبارہ منگوالیں۔ کوشش کیجئے کہ کم از کم 5 احباب کو ماہنامہ جاری کروائیں تا کہ علم کی یہ شمع روشن رہے۔

ادارہ

معاصر رسائل و جرائد کی خدمت میں

ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور کی دوبارہ اشاعت کے بعد تمام رسائل جن کے تبادلہ میں ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور بھیجا جاتا تھا ان کو مسلسل ارسال کیا جا رہا ہے۔ اگر آپ کے مجلہ کے تبادلہ میں ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور موصول ہو رہا ہے تو اپنا جریدہ بھی ارسال فرمائیں تا کہ باہمی تبادلہ خیالات بھی ہو سکے۔ اگر آپ کا جریدہ شائع نہیں ہو رہا تب بھی اطلاع کیجئے تا کہ ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور کی ترسیل آپ کو جاری رہے۔

ادارہ



یورپ پر قرآن کریم کے اثرات

5

محمد کریم صدیقی ــ ترجمہ: ثناءالحق صدیقی

بحریہ

لندن یونیورسٹی ’عرب یورپ میں" صفحہ 115

شمالی علاقہ کے عرب اور بالخصوص وہ لوگ جن کی سکونت حجاز اور شام و عراق کے سرحدی علاقوں میں تھی بنیادی طور پر اس خطہ کے لوگ تھے جن کو سمندر اور جہاز رانی سے بہت کم واقفیت تھی۔ یہ عظیم اسلامی فتوحات کی انتہائی نمایاں خصوصیات میں سے ایک ہے کہ ان لوگوں نے اتنی سرعت سے خود کو اس طرح کی سرگرمیوں کا عادی بنا لیا۔ شام اور مصر پر قبضہ کے چند ہی سالوں کے اندر عرب کی خشکی سے گھرے ہوئے صحراؤں کے ان باشندوں نے ایسے جہازی بیڑے بنائے اور ایسا مستعد عملہ تیار کر لیا جنہوں نے بزنطین کی طاقت ور اور تجربہ کار افواج کا مقابلہ کیا اور ان کو شکست دی۔

مسلم بحریہ کی تخلیق کا سہرا بنیادی طور پر دو آدمیوں کے سر ہے۔ حضرت امیر معاویہؓ اور مصر کے والی حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرحؓ۔ مسلمانوں نے بحری بیڑے کے لئے ضروری سامان اور جہاز راں مہیا کئے اور سمندر پر ویسی ہی شاندار فتوحات حاصل کیں جیسی مسلمانوں کی بری افواج نے خشکی میں کی تھیں مثلاً 655ء میں عظیم بحری جنگ جس میں محض 200 جہازوں کے مسلم بیڑے نے اناطولیہ کے ساحل سے کچھ فاصلے پر 7 ہزار بزنطینی جہازوں کے بیڑے کو شکست فاش دی۔"

مصر کے فاطمی خلفاء کے پاس 500 بحری کپتانوں سے کسی طرح کم نہیں تھے جنہوں نے ان خلفاء کے حکم سے سمندر کو اپنے جہازوں کی بازی گاہ بنا رکھا تھا۔ علاوہ ازیں 9ویں صدی عیسوی تک مسلمانوں کے تجارتی جہازوں کی کثیر تعداد نے بحیرۂ روم کے بندرگاہوں کو بحیرۂ عرب سے ملا دیا تھا۔ نغمۂ فلک (Song of the Sky) پروفیسر گائی مرخی یو۔ ایس۔ اے

عربوں کی جہاز رانی کا علم غیر مسلسل طور پر صدیوں میں بڑھا جس میں سب سے بڑا اقدم اس وقت اٹھا جب عرب جہاز رانوں نے کافی بڑے بڑے جہاز بنائے تا کہ وہ ساحل کو چھوڑ کر بحیرۂ عمان کا مقابلہ کر سکیں اور بحر ہند کا سینہ چیرتے ہوئے اس کے پار جا سکیں۔ اس وقت انہوں نے 15 مخصوص ستاروں کے طلوع و غروب کا اندراج کیا جن کو انہوں نے اس غرض سے منتخب کیا تھا کہ ان کی مدد سے ان کے گرد و نواح کو وقفوں میں تقسیم کر سکیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صحیح شمال اور جنوب کے ساتھ مل کر ان سے آج کل کے قطب نما کے 32 نقاط مقرر ہوئے۔

عربی قطب نما کے نقاط کے یقیناً عربی نام تھے اور ان کا تعلق مخصوص ہواؤں کے ساتھ تھا تا کہ جہاروں کو ہواؤں کے اعتبار سے مختلف زاویوں پر چلایا جا سکے۔ جب کہ سورج کے ارد گرد کے ستارے نظروں سے اوجھل ہوتے تھے۔

شمالی تجارتی ہواؤں کو ان کی انفرادی موسمی خصوصیات سے پہچانا جا سکتا تھا۔ یعنی ان کی یبوست یا رطوبت کے لحاظ سے اور ان کے درجہ حرارت کے اعتبار سے عرب ملاحوں کو بہ آسانی ہوا کی صحیح سمت کا پتہ چل جاتا تھا۔

جزائر شرق میں وہاں کے باشندوں کے عربوں سے تعلقات قائم ہوئے تو انہوں نے ان ستاروں اور مجامع النجوم کا علم حاصل کیا اور اس کو بے حد ترقی دی۔

"مشہور شاعر لیکن حقیقتہً ایک عظیم ریاضی داں عمر خیام نے متحرک ستاروں (سیاروں) کا بڑی حد تک جائزہ لیا اور تصویری (ریاضی) کے یونانی تجی نظام کو مسترد کر دیا۔ تا کہ ہمیں حساب سے زیادہ آگاہی حاصل ہو۔ اس نے اپنا جدید الجبراء عربی زبان میں تحریر کیا جو اس وقت کی علمی زبان تھی۔ اور شاعری میں اس کی رباعیات دائمی شہرت کا سبب بنیں۔"

رباعی

(ترجمہ) میں ان کے ساتھ تخم بوتا ہوں
اور اپنے ہاتھوں سے اس کی افزائش کے لئے لکھتا ہوں اور یہی وہ کل کھیتی ہے جو کاٹی گئی
(کہ) میں دنیا میں پانی کی طرح آتا ہوں
اور ہوا کے مانند چلا جاتا ہوں

امریکہ کی دریافت

تہذیب کی کہانی (ہارورڈ یونیورسٹی یو۔ ایس۔ اے)

پروفیسر گاڈفرے بی مامبین (پیرس یونیورسٹی
پروفیسر لیونیر ہارورڈ یونیورسٹی
ڈاکٹر جیفرے عظیم ماہر علم الانسان ۔۔ امریکہ، ڈاکٹر کریمر، سر آر۔ ایف۔ برٹوم

"حامل قرآن لوگوں نے معلوم کر لیا تھا اور 7ویں صدی کے وسط میں سائنسی طریقہ پر ثابت کر دیا تھا کہ زمین مع اپنے تمام ارضی اور بحری حصوں کے مجوف آسمان کے بیچوں بیچ گیند کی شکل کا ایک کرہ ہے جو فضا میں معلق ہے اور چاروں طرف سے آسمان مساوی فاصلوں پر رہتے ہوئے اس کو محیط ہے۔ خواہ اوپر کی طرف سے دیکھئے خواہ نیچے کی طرف سے اور خواہ اطراف سے، یہ فاصلہ سب طرف سے برابر ہے۔ جس طرح انڈے کی زردی چھلکے کے اندر ہوتی ہے۔ اسی طرح زمین آسمان کے بیچوں بیچ واقع ہے۔ بعد میں اس کا

تجربہ کیا گیا اور بڑے بڑے جغرافیہ دانوں مثلاً خورداد بہ، مسعودی، فضل، ابن حوتل وغیرہ نے آٹھویں صدی میں اس کا ثبوت فراہم کر دیا۔ یہ دریافتیں کتابوں، سیمناروں تک محدود نہیں رہیں بلکہ ان کو عمل کی کسوٹی پر کسا گیا۔ جب حامل قرآن لوگ جنوب مغربی یورپ میں داخل ہوئے تو انہیں اپنے سامنے کہرے میں لپٹا ہوا اوقیانوس کا بحر ناپیدا کنار دکھائی دیا اور تھوڑے ہی عرصہ بعد انہوں نے قرآنی جوش وولوے کے ساتھ مشاہدہ کے لئے اس کا کھوج لگانا شروع کر دیا۔ اس دریافت کا جو حال بیان کیا گیا ہے اس کے مطابق کہرے میں لپٹے ہوئے اس سمندر (اٹلانٹک) میں بہت سے عجائبات ہیں جن کو ان لوگوں نے تفصیل سے بیان کیا ہے جنہوں نے اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر اس مہم کا آغاز کیا۔ ان میں سے کچھ لوگ سمندری مہم پر واپس گئے تاکہ یہ معلوم کریں کہ کون سی نئی اور عجیب شے وہاں موجود ہے اور یہ بھی دریافت کریں کہ اس کا اختتام کہاں ہوتا ہے۔

وہ شہر جہاں سے یہ مہم جو، جن کا حجاز کے ایک قبیلہ مغررین سے تعلق تھا، روانہ ہوئے اور بحر محیط میں بڑھتے ہی چلے گئے لشبونہ (لزبن) تھا المغررین دراصل آٹھ افراد تھے جو سب کے سب تائے، چچازاد بھائی تھے۔ انہوں نے تجارتی کشتیوں کا ایک بیڑا تیار کیا۔ ان کشتیوں میں پانی اور کافی مقدار میں سامان خوردونوش بھر لیا جو ان کے لئے کئی ماہ تک کافی ہوتا۔ اس کے بعد وہ اپنی مہم پر روانہ ہوئے۔ سمندر کی لہریں بے حد تندوتیز تھیں اور راستہ میں بڑے خطرات تھے۔ سمندر کے جانور خوفناک اور ہوائیں طوفان خیز تھیں۔ وہ بہت سے جزائر سے گزرے جن میں سے کچھ آباد تھے اور کچھ سمندر میں ڈوبے ہوئے۔ کوئی جہاز راں ان جزیروں کے اندر نہیں جاتا تھا بلکہ ان کے ساحل کے قریب رہتے ہوئے پاس سے گذر جاتا تھا۔

جب مشرقی ہوا چلنی شروع ہوئی تو انہوں نے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے۔ گیارہ دن تک اپنے سفر کو جاری رکھا۔ وہ سمندر کے ایک ایسے حصہ میں پہنچے جہاں لہریں بہت تندوتیز تھیں پانی متعفن تھا۔ متعدد مقامات پر پانی اتھلا اور روئت خراب تھی۔ یہ حالات ایسے تھے کہ جن میں ان کے بھیڑوں کے گلوں کی تباہی یقینی تھی۔ بھیڑوں کی تعداد کثیر تھی۔ آخر کار ایک جزیرے کے ساحل پر پہنچے جہاں کافی چراگاہیں تھیں اور چونکہ وہاں مویشیوں کا کوئی گلہ نہیں تھا اس لئے چراگاہوں میں کوئی روک ٹوک نہیں تھی۔ یہ جہاز راں وہاں اترے۔ انہیں پانی کا ایک چشمہ ملا۔ انہوں نے چند بھیڑوں کو ذبح کیا۔ پتہ چلا کہ گوشت اچھا نہیں ہے لہٰذا کسی نے نہیں کھایا۔ صرف کھالیں رکھ لیں اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد مزید بارہ دن تک ان کا سفر جاری رہا۔ پھر انہیں ایک جزیرہ ملا جو آباد دکھائی دیتا تھا۔ کھیت زیر کاشت تھے۔ وہ کشتیوں کو اس جزیرہ کے ساحل پر لے گئے تاکہ وہاں کے حالات معلوم کریں۔ لیکن جلد ہی بھونکتے ہوئے کتوں نے ان کو گھیر لیا۔ پھر وہ سب گرفتار کر لئے گئے اور ایک شکستہ سی جھونپڑی میں جو وہاں بنی ہوئی تھی بھیج دیا گیا۔

ان جہاز رانوں نے دیکھا کہ وہاں کے باشندوں کی رنگت سرخ ہے۔ بدن پر بال نہیں اور سروں پر بال ہیں لیکن وہ لوگ طویل القامت ہیں۔ ان کی عورتیں غیر معمولی طور پر خوبصورت تھیں۔ جہاز راں تین دن تک گاؤں کے اس مکان میں بند رہے۔ چوتھے دن ایک شخص ان کے پاس آیا۔ وہ عربی بولتا تھا۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو اور یہاں کیا کرنے آئے ہو؟ انہوں نے تمام ضروری معلومات اس کو دیں۔ اس شخص نے ان سے وعدہ کیا کہ تمہیں ہر طرح کی سہولت دی جائے گی اس نے ان کو یہ بھی بتایا کہ میں یہاں کے بادشاہ کا ترجمان ہوں۔ اگلے دن وہ بادشاہ کے سامنے لائے گئے۔ اس نے بھی ان سے وہی سوال کئے اور انہوں نے وہی جوابات دیئے۔ اسے بتایا کہ ہم نے یہ بحری مہم یہ جاننے کے لئے اختیار کی ہے کہ ان اطراف میں کیا کیا نئی اور عجیب چیزیں ہیں۔ اور یہ پتہ لگائیں کہ سمندر کہاں جا کر ختم ہوتا ہے۔

جب بادشاہ نے یہ باتیں سنیں تو اس نے جہاز رانوں کو یقین دلایا کہ ان کو جان کی امان ہے اور کہا کہ آپ لوگوں کو خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے اس مکان میں آ گئے جہاں انہیں قیدی بنا کر رکھا گیا تھا۔ وہاں وہ اس وقت تک رہے جب تک مغربی ہوا چلنی شروع ہوئی۔ پھر ان مقامی باشندوں نے ایک کشتی تیار کی۔ جہاز رانوں کی آنکھوں پر پٹیاں باندھیں اور ان کو کشتی میں سوار کر کے کچھ روز سمندر میں چلتے رہے۔ اس کے بعد وہ ایک خشکی پر اترے۔ جہاز رانوں کے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھ کر ان کو ساحل پر چھوڑ دیا۔ وہاں وہ اس وقت تک رہے جب تک طلوع آفتاب کے بعد دھوپ میں تمازت پیدا نہیں ہوگئی۔ ان کی حالت قابل رحم تھی۔ انہیں آدمیوں کے بولنے کی آوازیں سنائی دیں۔ انہوں نے چیخنا شروع کر دیا۔ لوگ ان کے قریب آئے اور انہیں رسیوں میں بندھا ہوا پایا۔ دریافت کرنے پر انہوں نے ان کو پوری داستان سنائی۔ یہ لوگ بربر قوم کے تھے ان میں سے ایک نے ان جہاز رانوں سے پوچھا" جانتے ہو کہ تم اپنے ملک سے کتنے فاصلے پر ہو؟" انہوں نے جواب دیا نہیں"

یہ وہ بیان ہے جو ادریسی نے اپنے یہاں درج کیا ہے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ جہاز راں جزائر کینری پہنچ گئے ایک دوسری دلچسپ روداد وہ ہے جو فضل اللہ عمری (248ء) نے بیان کی ہے جس کی دائرۃ المعارف ابھی تک محض جزوی طور پر مرتب کی گئی ہے اور جس کا ترجمہ ایک فرانسیسی پروفیسر گوادنے فروئے بموسینی

(Gaudefroy Beombynee) نے کیا ہے۔

ایک اور روداد نکس دیا تول (Nuxditaul) نے 1166ء میں ریکارڈ کی جو پیرس سے شائع ہوئی اور جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے سالارِ اعلیٰ ابن یوسف تاشفین نے اپنے امیر البحر ابن عمر کو جس کی شہرت رقشا لوز (Reqshalauzz) کے نام سے ہے بحر اوقیانوس کے بعض جزیروں پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا۔

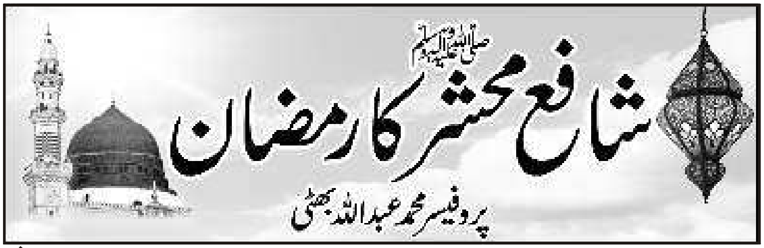
ایک عیسائی تاجر جوزف بشارا (Joseph Bashara) کو جو میکسیکو (یو۔ایس۔اے) کا باشندہ تھا میکسیکو کی پہاڑیوں میں جہاں 1930ء میں کھدائی ہوئی تھی عربوں کے آٹھویں صدی کے کچھ سونے کے سکے ملے۔

پروفیسر لیو وینیر (Leo Wiener) اپنی تحقیق میں بیان کرتا ہے کہ امریکہ کو کولمبس نے نہیں بلکہ صدیوں پہلے عربوں نے دریافت کیا تھا۔ امریکی زبان میں عربی الفاظ' فرانسیسی' پرتگالی' انگریزی' لاطینی سے بہت پہلے 1300ء میں ملتے ہیں۔

ایک اور محقق سے پتہ چلا ہے کہ میکسیکو کے پہاڑوں میں ایک امریکی تاجر جوان علاقوں میں تجارت کرتا تھا جنگل سے ڈھکی ہوئی ایک وادی میں پہنچا جہاں کے باشندوں سے اس نے رات گزارنے کے لئے جگہ مانگی تو قبیلہ کے آدمیوں نے اس سے عربی زبان میں گفتگو کی اور یہ انکشاف کیا کہ ہم یہاں صدیوں سے رہتے چلے آرہے ہیں۔

امریکہ کے مشہور عالم انسانیات ڈاکٹر جیفرے (Dr. Jaffary) نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ عربوں نے کولمبس سے کئی صدی پہلے امریکہ کو دریافت کر لیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆



اسلام کے بنیادی چار ارکان میں روزہ ایک انتہائی اہم رکن ہے کیونکہ جب کسی صالح اور پرہیز گار مسلمان کا ذکر ہوتا ہے تو کہا جاتا ہے فلاں شخص پابند صوم وصلوۃ ہے یہ اصطلاح مستعمل اور مروج عام ہے قرآن وحدیث میں روزے کی فرضیت اہمیت اور فضیلت کا ذکر جگہ جگہ ملتا ہے کرہ ارض پر بسنے والے اربوں مسلمانوں کے رول ماڈل نبی کریم ورسول رحمت ﷺ ہیں لہذا ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی زندگی کے ہر پہلو کو سنت نبوی ﷺ کے مطابق ڈھالے۔ ماہ رمضان کی آمد کے ساتھ ہی پیارے آقا ﷺ کی عبادات ریاضت مجاہدہ میں عام دنوں کی نسبت بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا۔ اِس ماہ میں خشیت اور محبت الٰہی اپنے نقطہ عروج پر ہوتی آپ ﷺ راتوں کا قیام بڑھا دیتے۔ رمضان المبارک میں آپ ﷺ کی راتیں تواتر وکثرت کے ساتھ نماز میں کھڑے رہنے تسبیح وتہلیل اور ذکرِ الٰہی میں محویت سے عبارت ہے شہنشاہِ دوعالم ﷺ نے رمضان المبارک میں قیام کرنے کی فضیلت کے بارے میں فرمایا۔ جس نے ایمان واحتساب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اور راتوں کو قیام کیا وہ گناہوں سے اِس طرح پاک ہو جاتا ہے جس طرح وہ بطنِ مادر سے پیدا ہوتے وقت (گناہوں سے) پاک تھا اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ جب رمضان شروع ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کا رنگ مبارک متغیر ہو جاتا آپ ﷺ کی نمازوں میں اضافہ ہو جاتا اللہ تعالیٰ سے گڑ گڑا کر دعا کرتے اور اس کا خوف طاری رکھتے۔ رمضان المبارک میں شافع محشر کا روزانہ کا معمول مبارک تھا کہ آپ ﷺ روزے کا آغاز سحری کھانے اور اختتام جلد افطاری سے کیا کرتے تھے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے سحری کھانے کے متعلق فرمایا ہے۔ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے ایک اور جگہ پر حضرت ابوقیس نے حضرت عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا ہمارے اور اہلِ کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔ رحمتِ دو جہاں ﷺ کا ساری عمر کا ایک معمول تھا کہ آپ ﷺ کثرت سے صدقہ خیرات کیا کرتے لیکن جیسے ہی ماہ رمضان کا آغاز ہوتا آپ ﷺ کی اِس عادت مبارکہ میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا، شہنشاہ عالم ﷺ کی سخاوت کا یہ عالم کہ کوئی بھی سوالی آپ ﷺ کے در سے خالی ہاتھ واپس نہ جاتا ماہ رمضان میں باقی گیارہ مہینوں کی نسبت سخاوت اپنے نقطہ عروج پر نظر آتی اس ماہ میں صدمہ خیرات کی بارش نظر آتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس روایت ہے۔ ترجمہ: جب حضرت جبرائیل امین آجاتے تو آپ ﷺ بھلائی کرنے میں تیز ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے۔ حضرت جبرائیل کیونکہ رمضان المبارک میں خدائے بزرگ وبرتر کی طرف سے پیغام محبت لے کر آتے تھے۔ چونکہ عام دنوں کی نسبت جبرائیل کثرت سے آتے تھے اِس لیے سرور کائنات ﷺ جبرائیل امین کے آنے کی خوشی میں صدقہ خیرات بھی کثرت سے کرتے

تھے امام نووی اس حدیث مبارکہ کی اہمیت اس طرح بیان کرتے ہیں۔آپ ﷺ کی جود وسخا کا بیان۔رمضان المبارک میں کثرت سے صدقہ خیرات کے پسندیدہ عمل ہونے کا بیان۔نیک بندوں کی ملاقات پر جود وسخا اور خیرات کی زیادتی کا بیان قرآن مجید کی تدریس کے لیے مدارس کے قیام کا جواز۔ نبی کریم ﷺ پورا رمضان المبارک بہت زیادہ ذوق شوق سے عبادات کرتے۔آپ ﷺ رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن پاک بہت بڑھا دیتے تلاوت قرآن مجید افضل ترین عبادت میں سے ہے۔ حضرت نعمان بن بشیر روایت کرتے ہیں شہنشاہِ دو عالم ﷺ نے فرمایا۔میری اُمت کی سب سے افضل عبادت تلاوتِ قرآن مجید ہے۔بلاشبہ قرآن مجید کی تلاوت کی بے پناہ اہمیت اور فضیلت ہے یہ عظیم کتاب رمضان المبارک کے بابرکت مہینہ میں نازل ہوئی۔اِسی لیے رمضان المبارک اور قرآن مجید کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔لہذا رمضان المبارک کے مقدس ماہ میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا اِس عظیم الشان تعلق کو اور بھی مضبوط کرتا ہے ساقی کوثر سرور کائنات محبوب خدا شہنشاہِ دو عالم ﷺ کی متعدد احادیث مبارکہ اِس بات کا روشن ثبوت اور دلیل ہیں کہ آقائے دو جہاں ﷺ رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت فرماتے اور جبرائیل امین کو سناتے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضہ اللہ عنہ سے روایت ہے۔ترجمہ:حضرت جبرائیل امین علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں آپ ﷺ سے ملاقات کرتے اور آپ کے ساتھ قرآن مجید کا دورہ کرتے قرآن مجید کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ روز محشر جب کوئی کسی کا والی نہ ہوگا ہر کسی کو اپنی پڑی ہو تو تلاوت قرآن مجید کا اہتمام کرنے والوں کی شفاعت قرآن مجید خود سفارش کرے گا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضہ اللہ عنہ سے روایت ہے پیارے آقا ﷺ فرماتے ہیں قیامت کے دن روزہ اور قرآن مجید دونوں بندے کی شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اِس شخص کو دن کے وقت کھانے پینے اور دوسری نفسانی خواہشات سے روکے رکھا پس تو اِس شخص کے متعلق میری شفاعت قبول فرما ،قرآن کہے گا اے میرے رب میں نے اِس شخص کو رات کے وقت جگائے رکھا پس اس کے متعلق میری شفاعت قبول فرما۔آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی ۔رمضان المبارک کے آخری دس دنوں میں رسول اللہ ﷺ کا اعتکاف کرنے کا معمول تھا ہماری ماں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔حضور نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے آخری دس دن اعتکاف کرتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالی کے حکم سے آپ ﷺ کا وصال ہو گیا پھر آپ ﷺ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا نے اعتکاف کیا اِسی سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضہ اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے۔شہنشاہِ دو عالم رحمتِ دو جہاں ساقی کوثر شافع محشر سرور کائنات رسول رحمت، محبوب خدا ﷺ ہر سال رمضان المبارک میں دس دن کا اعتکاف فرماتے تھے اور جس سال آپ ﷺ کا وصال مبارک ہوا اس سال آپ ﷺ نے بیس دن اعتکاف کیا۔آج وطن عزیز میں مسلمان حرمتِ رسول ﷺ پر جان دینے کو تیار ہے لیکن سیرت نبی ﷺ کو اپنانے کو تیار نہیں ہے۔دونوں جہانوں میں حقیقی کامیابی کے لیے ہمیں نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کو حقیقی معنوں میں اپنی زندگیوں میں لانا ہوگا تب ہی حقیقی کامیابی ہمارا مقدر بنے گی۔

بقیہ: اداریہ

رمضان ٹرانسمیشن کے نام پر اس ملک میں جو ہوا اس کے مقاصد واضح ہیں۔تزکیہ کے مہینے کو تفریح بنا دو۔رمضان کے احترام اور عبادات کے اہتمام کی جو حساسیت پائی جاتی ہے اسے ختم کر دو۔شعائر اسلامی کی روح کا مذاق اڑاؤ۔اسے عام مہینوں جیسا ایک مہینہ بنا دو۔مسلم سماج اس مہینے کے بارے میں حساس ہے اس لیے اس مہینے کو تفنن طبع اور تفریح کا عنوان بنا دو۔ایسا نہیں کہ اسلام میں پاپائیت ہے اور مذہب پر بات کرنے کا حق صرف اہل مذہب کے لیے مخصوص ہے۔لیکن ایسا بھی نہیں کہ لونڈے لپاٹے اور چھمک چھلو بر گیڈ اپنے ناتراشیدہ رویوں سے دینی اقدار کا مذاق ہی اڑانے لگ جائیں۔یہ لادین انتہا پسندی آپ قدم قدم پر دیکھ سکتے ہیں۔کبھی آپ نے سوچا کیا وجہ ہے کوئی نیوز کاسٹر دوپٹہ نہیں لیتی۔وہ لیتی نہیں یا اسے لینے نہیں دیا جاتا؟

ایسے حضرات کو آئین پاکستان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ بالخصوص آرٹیکل 31 کا جس کے مطابق ریاست نہ صرف اس بات کی پابند ہے کہ وہ لوگوں کو ان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی اسلام کے بنیادی اصولوں اور اساسی تصورات کے مطابق گزارنے میں ان کی مدد کرے گی بلکہ وہ ایسے اقدامات کرنے کی بھی پابند ہے جس سے لوگ قرآن وسنت کی روشنی میں زندگی کا مفہوم سمجھ سکیں۔اسی طرح آرٹیکل 32 کے تحت حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ اسلامی اخلاقی معیارات کی پابندی کو فروغ دے۔میڈیا کو اس بات کا احساس ہونا چاہیے کہ سماج کی قدریں، مذہبی ہوں یا اخلاقی، پامال نہیں کی جا سکتیں۔جسٹس شوکت عزیز صدیقی نے میڈیا کو یہی بات سمجھانے کی کوشش کی ہے۔میری طرح ہر وہ آدمی جو رمضان میں میڈیا کی اس اچھل کود اور طوفان بدتمیزی پر کڑھتا رہتا تھا ،اس فیصلے سے خوش ہے۔شکریہ ادا کرنا فرض کفایہ ہوتا ہے۔جسٹس شوکت عزیز صدیقی، آپ کا بہت شکریہ۔



قارئین کرام! حیرت انگیز پیشنگوئیوں کا یہ سلسلہ قسط وار ہے جس میں اپنوں اور پرایوں کی پیشن گوئیوں کو اکٹھا کر دیا ہے۔ان پیشن گوئیوں سے تو ایسا لگتا ہے کہ ہم جس دَور میں جی رہے ہیں اس میں ان کا آغاز ہو چکا ہے۔جیسے آپ ملکی اور بین الاقوامی تیزی سے بدلتے ہوئے حالات دیکھ رہے ہیں اور وہ وقت زیادہ دور نہیں امریکا اور اسرائیل کی تباہی و بربادی اور ہندوستان کے بھی حصے بخرے ہونے ہیں ۔اور انشاء اللہ پاکستانی قوم کو پوری دنیا کی امامت کا فریضہ سرانجام دینا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظام پوری دنیا میں رائج کرنا ہے۔لیکن اس کیلئے ہمیں تیاری کرنا ہے۔ہمیں مادی، سیاسی، اور روحانی طور پر اپنے آپ کو بدلنا ہوگا۔۔۔۔۔ادارہ

پاکستان کی ہاں اور ناں میں اقوام عالم کے فیصلے ہوں گے

بیسویں صدی کے ولی اللہ حضرت صوفی برکت علی لدھیانویؒ کا ایک انٹرویو پی ٹی وی نے نشر کیا اور آج بھی انٹرنیٹ پر دیکھا جا سکتا ہے ۔اس کا ذکر ممتاز مفتی نے اپنی آپ بیتی (الکھ نگری) میں بھی کیا ہے۔صوفی برکت علی لدھیانویؒ سے جب پاکستان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ" میں پاکستان کا محب ہوں اور میں نے اپنا حق ادا کر دیا جلد وقت آنے والا ہے کہ جب پاکستان اقوام عالم کی قیادت کرے گا اور پاکستان کی ہاں اور ناں میں اقوام عالم کے فیصلے ہونگے"۔گویا کہ اقوام متحدہ پاکستان سے پوچھ کر دنیا کے فیصلے کریگی۔

واصف علی واصف رحمۃ اللہ علیہ کی پیشن گوئی

آپ فرماتے ہیں: میں خوشیوں کی خبریں دینے آیا ہوں۔آنے والا دَور دین اسلام کے حوالے سے سنہری دور ہوگا۔جس طرح کا مثالی معاشرہ آپ لوگ کتابوں میں پڑھتے آئے ہو، مستقبل قریب میں آپ ایسا معاشرہ عملی شکل میں دیکھو گے۔یہ وقت بہت جلد آنے والا ہے۔یہ واقعہ آپ لوگوں کی زندگی میں ہوگا تھوڑی سی تکلیف کے بعد راحت ہی راحت ہے۔روئے زمین پر انسانوں کی فلاح کے لیے حقیقی قائد اسی خطے سے اُبھرے گا۔مشرق کا یہ خطہ مثالی ہوگا۔تہذیبی لحاظ سے ترقی یافتہ مانا جائے گا۔دوسری تہذیبوں کے لوگ اس تہذیب سے متاثر ہوں گے اور اسے اپنائیں گے۔اپنے کسی شاگرد کو آنے والے وقت کے لیے کوئی خاص فریضہ سونپا تو یہ انکشاف کیا۔۔۔۔۔بہت جلد ایک بڑا واقعہ ہونے والا ہے۔اس Event کے لیے اس مرتبہ اللہ تعالی نے مجھے منتخب کیا ہے۔اس مشن میں ایک آدمی اور بھی ہوگا۔وہ یہیں پاکستان یا ہندوستان سے آئے گا۔پیدا ہو چکا ہے، بس ظاہر ہونا باقی ہے۔آپ اس کا انتظار کرو ۔۔۔۔آپ اس کا استقبال کرنا۔(فرمائش ص 279)

پاکستان پر ایک گھنی ڈاڑھی اور سبز آنکھوں والے کی حکومت

اُردو کے مشہور ادیب اور افسانہ نگار ممتاز مفتی نے اپنی آپ بیتی "الکھ نگری" میں کراچی کی ایک پڑھی لکھی خاتون محترمہ عطیہ موجود نامی کا ذکر کیا ہے جس سے ان کا تعارف ایوب خان کی حکومت کے ابتدائی دور (جب کراچی پاکستان کا دارالحکومت ہوتا تھا) میں قدرت اللہ شہاب کے ذریعے ہوا تھا۔عطیہ ایک مستقبل بین (Seer) خاتون تھیں۔عطیہ کی مستقبل بینی کے متعلق الکھ نگری سے چند اقتباس ملاحظہ ہوں۔"میں (ممتاز مفتی) نے کہا کہ محترمہ آپ کو مستقبل کی جھلکیاں کیسے نظر آتی ہیں۔وہ مسکرائی اور کہنے لگی کبھی محسوسات کے ذریعے جھلکی نظر آتی ہے کبھی آنکھوں کے سامنے تصویر آ جاتی ہے کبھی آوازیں سنائی دیتی ہیں اور کبھی دیوار پر فلم چلنے لگتی ہے۔میں ایک سیر ہوں، معالج نہیں ہوں، مجھے جو دِکھائی دیتا ہے وہ بتا دیتی ہوں۔یقین سے نہیں کہہ سکتی کہ جو دِکھائی دیتا ہے وہ درست بھی ہے یا نہیں۔پھر وقت کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتی ۔ایک چیز مجھے دکھائی جاتی ہے کہ مستقبل میں یہ ہوگا یوں ہوگا۔لیکن یہ پتہ نہیں چلتا کہ کب ہوگا 'کل ہوگا یا ایک سال کے بعد ہوگا'"۔عطیہ نے قدرت اللہ شہاب کو بتایا تھا کہ صدر ایوب خان کے خلاف سازش ہو رہی ہے۔انہوں نے ان لوگوں کی نشاندہی کی جنہوں نے صدر ایوب خان کو زہر دیکر قتل کرنا تھا۔یہ افراد پکڑے گئے اور انہوں نے اپنے منصوبے کا اعتراف کیا۔

ایک اور اقتباس:"عطیہ کہتی ہیں کئی ایک باتیں میں دیر سے دیکھ رہی ہوں، مسلسل دیکھ رہی ہوں، لیکن وقوع پذیر نہیں ہوتیں۔مثلاً؟ میں (ممتاز مفتی) نے پوچھا۔مثلاً وہ کیا ہیں تو عطیہ نے کہا، میں کب سے دیکھ رہی ہوں کہ سہروردی کو گرفتار کر لیا گیا ہے (بعد میں ایسا ہی ہوا تھا)۔میں دیکھتی ہوں کہ ایک گھنی ڈاڑھی والا شخص جس کی آنکھیں سبز ہیں، ڈکٹیٹر بن کر آ رہا ہے جو بہت سخت گیر ہے اور ہمارے معاشرے کو سدھار کر رکھ دے گا۔۔۔۔۔۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ ایک خونی جنگ ہوگی۔ایسٹ پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔کشمیر ہمیں مل جائے گا۔پاکستان کے علاقے میں وسعت ہوگی ۔ہم دلی پر قابض ہو جائیں گے"۔عطیہ کی پیشگوئیوں کا وہ حصہ جو پاکستان کے لئے خوشخبری نہیں رکھتا وہ تو اب پورا ہو چکا ہے۔یعنی جنگ بھی ہوگئی اور مشرقی پاکستان کا سقوط بھی

ہوگیا۔ خونریزی بھی ہوگئی۔ یہ پیش گوئی مشرقی پاکستان کے المیہ سے دس بارہ برس پہلے کی گئی تھی۔ مشرقی پاکستان کی علیحدگی کے متعلق پیشگوئی ’بلکہ ٹھیک ٹھیک پیشگوئی علامہ مشرقیؒ نے بھی کی تھی اور واضح الفاظ میں بتایا تھا کہ 1970ء کے ارد گرد زمانے میں مشرقی پاکستان جدا ہوجائے گا۔ بعض علماء کو اللہ کی طرف سے ایسی فراست عطا کی جاتی ہے کہ وہ کم از کم مستقبل قریب کے حالات کے متعلق بہت ٹھیک اندازہ لگا سکتے ہیں۔ علامہ مشرقیؒ میں بھی یہ فراست موجود تھی۔ کراچی کی عطیہ نے یہ پیشگوئی کی تھی‘ بلکہ باطنی آنکھ سے دیکھا تھا کہ پاکستان پر ایک گھنی داڑھی اور سبز آنکھوں والے ڈکٹیٹر کی حکومت قائم ہوگی جو حالات کو درست کرے گا اور کشمیر کے علاوہ دہلی بھی فتح ہوگا۔ یہ پیشگوئی کسی حد تک حضرت نعمت اللہ شاہ کی پیشگوئی سے ملتی جلتی ہے اور ابھی تک پوری نہیں ہوئی۔

ایک دن کراچی شہر میں کئی لوگ مارے گئے۔ سندھ کو پاکستان سے علیحدہ کرنے کا غلغلہ بلند ہوا افسر نے جناح پور کے نقشوں کا شور مچایا وہ آنٹی (عطیہ موجود) کے پاس پہنچا تو وہ خلاف معمول بہت سجی بنی بیٹھی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا کہ کہیں کسی تقریب میں جانے کے لئے تیار بیٹھی ہیں۔ اس کو دیکھ کر کہنے لگی۔ آپ کچھ اُجڑے اُجڑے سے لگتے ہیں؟!۔

اس نے جب کہا کہ آنٹی ایسا لگتا ہے کہ پاکستان ٹوٹ جائے گا تو وہ بہت زور سے ہنسیں اور پھر ایک دم سنجیدہ ہوکر کہنے لگی۔ انہوں نے آں حضرت ﷺ کو کچھ عرصے پہلے خواب میں دیکھا تھا سفید گھوڑے پر سوار پاکستان کا جھنڈا ہاتھ میں لئے۔ پہلے انہوں نے سندھ کراس کیا اور چلتے چلے گئے اور پھر جہاں حیدرآباد دکن یعنی آندھرا پردیش کی سرحد مہاراشٹرا کی سرحد سے ملتی ہے وہاں کوئی اسٹیشن پوسوان ہے۔ وہ جھنڈا آپ نے وہاں زمین پر گاڑ دیا اور کہنے لگے پاکستان کی نئی سرحد یہاں تک ہوگی۔

اس نے کہا کہ ایسا کب ہوگا تو فرمانے لگی کہ اللہ کا ٹائم فریم اور ہمارا وقت کا شعور علیحدہ ہے۔ وقت کیا ہے؟!!! ہم اس کی تخلیق کردہ کائنات میں ہی وقت کو ناپنے کے معاملے میں صحیح طرح سے کامیاب نہیں۔ مثلاً کائنات میں ایسے کئی سیارے موجود ہیں۔ جو زمین سے برسوں کی مسافت پر ہیں وہاں سے اگر کوئی پیغام بھیجا جائے تو یہاں پہنچتے وقت اے کئی برس لگ جائیں گے تو ہمارا اور وہاں کا وقت تو ایک نہ ہوا۔ اب آپ اذان ہی لے لیں۔ جس کی صدا ہر وقت دنیا میں بغیر رُکے بلند ہو رہی ہوتی ہے۔ ہم جب فجر کی اذان سن رہے ہوتے ہیں تو کہیں ظہر کی اذان ہو رہی ہوتی ہے تو کہیں مغرب کی۔ آپ اصحاب کہف کا قصہ سورۃ الکہف آیت نمبر 19 میں قرآن کریم میں پڑھیں گے تو بیدار ہونے پر ایک نے باقی ساتھیوں سے پوچھا ہم اس غار میں کتنا عرصہ سوئے رہے۔ تو جواب ملا ایک دن یا اس سے کم۔ جب کہ وہ اس غار میں 309 برس تک سوئے رہے تھے۔

بہت بعد میں ان کرنل صاحب جنہوں نے اسے آنٹی کے پاس بغرض تربیت بھیجا تھا وہ کہنے لگے آپ کی آنٹی ٹھیک کہتی ہیں۔ پاکستان پر ایک ایسا برا وقت آئے گا کہ اس کے شہر مثل گاؤں کے ہوجائیں گے اور گاؤں میں دس دس کوس تک دِیا نہیں جلے گا۔ اس کے بعد پاکستان کا ایک ایسا سنہری دور ہوگا کہ لوگ جس طرح امریکہ کے گرین کارڈ کے لئے تڑپتے ہیں اس طرح پاکستان کی شہریت کے لئے تڑپا کریں گے۔ (اسی طرح کی بات جناب واصف علی واصفؒ بھی کہتے ہیں)۔

جاری ہے

رمضان المبارک کے اہم واقعات

شیخ عرفان احمد ایڈووکیٹ

یکم رمضان

1۔صحف ابراہیم کا نزول

مسند احمد میں حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ رمضان کی پہلی تاریخ کو اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر پیغمبر خلیل اللہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحیفے نازل ہوئے۔

2۔رمضان کے روزوں کی ابتدا

اسلام کا تیسرا اہم رکن روزہ ہے۔ یکم رمضان 2 ہجری کو مسلمانوں نے شریعت محمدی کے تحت پہلا روزہ رکھا۔

3۔مصر میں اسلامی فتوحات کا دخول

یکم رمضان سن 20 ہجری کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جلیل القدر صحابی حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے اور مصر اسلامی مملکت کا حصہ بن گیا۔

4۔حضرت سیدنا غوث اعظمؒ کی پیدائش

حضرت شیخ سیدنا عبدالقادر جیلانی گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کو غوث اعظم کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، آپ سنّی حنبلی طریقہ کے نہایت اہم صوفی، شیخ اور سلسلہ قادریہ کے بانی ہیں۔ آپ کی پیدائش یکم رمضان 470ھ بمطابق 17 مارچ 1078 عیسوی میں ایران کے صوبہ کرمانشاہ کے مغربی شہر گیلان میں ہوئی۔

5۔بوعلی سینا کا انتقال

یکم رمضان 428 ہجری کو" شیخ الرئیس" کے نام سے معروف اہم ایرانی نجومی، فلسفی، ریاضی دان اور طبیب بوعلی سینا کا 58 برس کی عمر میں ایران کے مغربی شہر ہمدان میں انتقال ہوا۔ ابن سینا کے معاصر دانش وروں کے نظریات پر ان کے افکار کا گہرا اثر ہوا، جس کا سلسلہ صدیوں تک جاری رہا۔ ابن سینا کی متعدد اور بیش بہا کتب میں" شفا"، " قانون" اور" دانش نامہ علائی" خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

6۔ابن خلدون کی پیدائش

یکم رمضان 732 ہجری کو تیونس کے معروف سیاست دان، مورخ اور ماہر سماجیات" ابن خلدون" پیدا ہوئے۔ ابن خلدون کی زندگی کو تین حصّوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا حصّہ انہوں نے مختلف علوم کی تحصیل میں گزارا۔ دوسرے حصے میں سیاست میں بھر پور حصّہ لیا اور اس دور میں وہ ملک کے بہت سے سرکاری عہدوں پر فائز رہے۔ پھر وہ آہستہ آہستہ سیاست سے الگ ہو گئے اور درس و تدریس اختیار کر لی۔ یہ زمانہ ابن خلدون کی زندگی کے تیسرے حصّے کا آغاز تھا، ابن خلدون کی کتاب مقدمہ کو فن تاریخ کی پہلی باقاعدہ علمی تصنیف قرار دیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے اسے فلسفہ تاریخ کا بانی سمجھا جاتا ہے۔

دو رمضان

سیدہ فاطمہ اور حضرت علی کی شادی

1-2 رمضان المبارک 2 ہجری کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔

اموی سلطنت کا زوال اور عباسی سلطنت کا قیام

2-2 رمضان 132 ہجری کو عبداللہ ابو عباس دمشق پر قابض ہوا، اس طرح سے اموی سلطنت زوال کا شکار ہوگئی اور عباسی سلطنت کا قیام عمل میں آیا۔

تین رمضان

معاہدہ تحکیم

3 رمضان 37 ہجری کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان جنگ صفین میں 'معاہدۂ تحکیم' یعنی صلح کی کوشش ہوئی۔ یہ کوشش جنگ صفین کے بعد شروع ہوگئی تھی۔ جنگ صفین دراصل 8 صفر 36 ہجری کو لڑی گئی تھی لیکن عین لڑائی کے دوران میں حضرت امیر معاویہ کے لشکر کی طرف سے قرآن کو حَکم یعنی منصف بنانے کا اعلان ہوا چنانچہ یہ جنگ بند کر دی گئی اور مذاکرات کے ذریعے سے مسئلے کا حل نکالنے کا فیصلہ ہوا۔ یوں 3 رمضان کو دومۃ الجندل کے مقام پر فریقین کے نمائندوں نے مذاکرات شروع کیے لیکن کسی نتیجے پر پہنچے بغیر ختم ہو گئے۔

چار رمضان

1۔سلطنت عثمانی کے آخری خلیفہ کی رحلت

4 رمضان 1363 ہجری کو سلطنت عثمانیہ کے آخری خلیفہ عبدالمجید ثانی نے اپنی جلاوطنی کے دوران پیرس میں وفات پائی جسے سلطنت عثمانیہ کا 37واں خلیفہ شمار کیا جاتا ہے۔ عبدالمجید ثانی 6 صفر 1285 ہجری کو استنبول میں پیدا ہوا۔ 16 شعبان 1342 ہجری کو اسے اپنے خاندان کے ساتھ ترکی سے جلاوطن کر دیا گیا اور ترکی کا نظم و نسق مصطفی کمال پاشا کے خیالات کے مطابق چلنے لگا جس میں مذہب کو سیاست سے بالکل الگ کر دیا گیا۔ سلطنت عثمانی کے زوال کے بعد عبدالمجید ثانی نے 20 سال جلاوطنی میں گزارے۔

پانچ رمضان

1۔عبدالرحمن اول کی پیدائش

5 رمضان المبارک 113 ہجری کو اندلس میں اسلامی خلافت کا بانی عبدالرحمن اول پیدا ہوا۔ دمشق میں اسے 'قریش کے عقاب' کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کی عمر ابھی 16 برس تھی کہ پہلے

عباسی خلیفہ السفاح نے اقتدار سنبھال لیا۔اس کے ساتھ ہی امویوں کا قتل عام شروع ہو گیا۔عبد الرحمن چونکہ ولی عہد شہزادہ تھا اس لے ے عباسی فوج اس کو قتل کرنے کی بھر پور کوشش کر رہی تھی، لیکن وہ اپنے بھائی یحییٰ اور استاد بدر کے ساتھ بڑی جدوجہد کے بعد اندلس پہنچنے میں کامیاب ہو گیا جہاں لوگوں نے اس کو اپنا خلیفہ مان لیا۔

چھ رمضان

1۔تورات کا نزول

مسند احمد میں حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ 6 رمضان المبارک کو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل ہوئی۔

2۔ہندوستان میں محمد بن قاسمؒ کی کامیابی

6 رمضان المبارک 63 ہجری کو محمد بن قاسمؒ نے دریائے سندھ پر ہندوستانی لشکر کے ساتھ ہونے والے معرکے میں کامیابی حاصل کی اور سندھ کے علاقے کو فتح کر لیا۔مسلمانوں نے یہ فتح ولید بن عبدالملک کے آخری دور میں حاصل کی۔

سات رمضان

1۔حضرت ابوطالب کی وفات

ایک روایت کے مطابق ہجرت سے تین سال پہلے 7 رمضان المبارک کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب کی وفات ہوئی۔

2۔جامع ازہر کا افتتاح

7 رمضان المبارک 361 ہجری کو قاہرہ میں جامع ازہر کا افتتاح ہوا۔اس دن مسلمانوں نے اس میں پہلی بار نماز ادا کی، اس طرح سے جامع ازہر بیک وقت ایک مسجد اور ایک یونیورسٹی کی حیثیت سے معرض وجود میں آئی۔

آٹھ رمضان

امام جعفر صادق کی ولادت

8 رمضان المبارک 83 ہجری کو امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔آپ کا پورا نام جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہے۔آپ بڑے تابعین اور ائمہ مجتہدین میں سے تھے۔آپ نے ایک علمی اور دینی گھرانے میں پرورش پائی۔آپ نے اپنے والد محمد باقر اور اپنے نانا قاسم بن محمد بن ابوبکر سے علم حاصل کیا۔مشہور راوی شہاب ابن زہری ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔آپ علم حاصل کرنے کے لیے عراق گئے جہاں آپ نے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور فقہا کے درمیان اختلاف، اس کے اسباب اور ان کا طرز فکر سیکھا۔

نو رمضان

1۔ابن داود کا انتقال

9 رمضان المبارک 297 ہجری کو تیسری صدی ہجری کے ایک شاعر، ادیب، محدث اور فقیہ "محمد بن داود ظاہری" کا 42 سال کی عمر میں انتقال ہوا۔داود ظاہری شعر، ادب، حدیث اور فقہ میں استاد کی حیثیت رکھتے تھے۔انہوں نے ادب کے موضوع پر متعدد کتابیں تحریر کیں

2۔ماہر فلکیات الغ بیگ کا قتل

9 رمضان المبارک 853 ہجری کو ممتاز ماہر فلکیات الغ بیگ کو قتل کر دیا گیا۔وہ سولہ سال کی عمر میں تیمور کے جانشین مقرر ہوئے۔تیمور کے برخلاف الغ بیگ کو ملک کی سرحدوں میں توسیع میں کوئی دلچسپی نہیں تھی بلکہ زیادہ تر تحقیق و مطالعہ میں مشغول رہتے تھے۔انہوں نے ایک مدرسہ قائم کیا جس میں دیگر موضوعات کے علاوہ علم نجوم خاص طور پر پڑھایا جاتا تھا۔الغ بیگ کی دیگر کاوشوں میں 828 ہجری میں سمرقند میں قائم کی گئی ایک تین منزلہ رصدگاہ ہے۔شمسی نظام کے کچھ سیاروں کے بارے میں الغ بیگ کی تحقیقات کے نتائج آج کی تحقیقات سے زیادہ مختلف نہیں ہیں۔

دس رمضان

1۔فتح مکہ کے لیے مسلمانوں کے لشکر کی روانگی

10 رمضان المبارک 8 ہجری کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ لیے ساڑھے سات ہزار مجاہدین کے ساتھ مدینہ سے مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔مدینہ اور مکہ کے درمیان پڑنے والی منزلوں کے اردگرد کے قبائل کے مسلمان ان میں شامل ہوتے گئے حتی کہ مکہ کے قریب مرظہران کی منزل تک پہنچتے پہنچتے لشکر کی تعداد دس ہزار ہو چکی تھی۔

2۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات

بعثت کے دسویں سال 10 رمضان المبارک کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریک حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مکہ میں وفات پائی۔آپ قریش کی دولت مند اور نامور خاتون تھیں اور بعثت سے 15 سال قبل رسول اکرم کی زوجیت میں آئیں۔حضرت خدیجہ پہلی خاتون تھیں جو رسول اکرم پر ایمان لائیں اور ایمان لانے کے بعد پوری قوت کے ساتھ دین اسلام کی ترویج میں اپنا کردار ادا کیا۔آپ نے اپنی تمام دولت و ثروت دین الٰہی کی ترویج و اشاعت کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دی اور ہمیشہ آپ کی مددگار رہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد جو شعور کی عمر کو پہنچی، سیدہ خدیجہ ہی کے بطن سے تھی۔

گیارہ رمضان

1۔حضرت سعید بن جبیر کا انتقال

11 رمضان 95 ہجری کو مشہور تابعی حضرت سعید بن جبیر کا انتقال ہوا۔انھوں نے ابوسعید خدری، موسیٰ بن اشعری اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم جیسے جلیل القدر صحابہ سے علم حاصل کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس سے قرآن مجید اور اس کی تفسیر اور فقہ کا علم سیکھا۔جب آپ کوفہ میں مقیم تھے تو فتویٰ کے معاملے میں آپ کو سب علما پر فوقیت حیثیت حاصل تھی۔

2۔چنگیز خان کا انتقال

11 رمضان 624 ہجری کو منگول سردار تموجن المعروف چنگیز خان کا انتقال ہو گیا۔اس کی سلطنت دنیا کی سب سے بڑی سلطنت تھی۔ایک حادثے

کے بعد اس کی یلغار کا رخ مسلم سلطنت کی طرف ہو گیا۔ ہوا یہ کہ تاتاریوں کا پانچ سو آدمیوں کا ایک تجارتی قافلہ علاؤالدین خوارزم شاہ (مسلمانوں کی ایک خوش حال ریاست کا بادشاہ۔ یہ ریاست بنیادی طور پر ایران، بخارا اور سمرقند کے علاقوں اور جزوی طور پر افغانستان اور بلوچستان پر مشتمل تھی) کے علاقے میں تجارت کی غرض سے داخل ہوا، اس قافلے کو علاقے کے گورنر نے نہ صرف روکا بلکہ اس کے اکثر لوگوں کو قتل کر کے مال و اسباب لوٹ لیا اور الزام لگایا کہ یہ قافلہ اصل میں علاقے کی جاسوسی کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ چنگیز خاں نے اس حادثے پر ایک سفارتی وفد علاؤالدین خوازم شاہ کی طرف بھیجا اور مطالبہ کیا کہ قافلے کا نقصان پورا کیا جائے اور خون بہا بھی ادا کیا جائے۔ خوارزم شاہ نے غصے میں آ کر ان تین سفارت کاروں میں ایک کو قتل اور دو کے سر منڈوا کر واپس بھیج دیے۔ اس پر چنگیز خاں نے سلطنتِ خوارزم شاہی پر پوری قوت سے حملہ کر دیا۔ اس نے چین، یورپ اور دوسری مملکتوں کی طرف فوج کشی روک کر خوازم شاہ کو سبق سکھانے کا فیصلہ کیا اور دو لاکھ کی فوج کے ساتھ تین اطراف سے حملہ کر دیا۔ یوں تاتاریوں کے ساتھ مسلم ریاستوں کی دشمنی کا سلسلہ چل نکلا اور آخر کار 656 ہجری میں بغداد، اسلامی خلافت کا مرکز، چنگیز خاں کے پوتے ہلاکو خاں نے فتح کر کے تباہ و برباد کر دیا۔ صرف بغداد کے سانحے میں ایک لاکھ سے زیادہ مسلمان ہلاک ہو گئے اور شہر راکھ کا ڈھیر بن گیا۔

بارہ رمضان

1۔ زبور کا نزول

مسند احمد میں حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ 12 رمضان المبارک کو زبور نازل ہوئی۔

2۔ اخوت و برابری کی بنیاد

12 رمضان المبارک ایک ہجری کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی ہجرت کر کے آنے والے مسلمان بے سرو سامان تھے۔ ان کو سہارا دینے کے لیے حضور ﷺ نے یہ اقدام کیا۔ انصار نے بھی پوری آمادگی کے ساتھ مہاجرین کی مدد کی۔ آپ نے اس اخوت یعنی بھائی چارے کے اس رشتے کے ذریعے سے اسلام میں اخوت و برابری کی بنیاد رکھی۔ دنیا میں رہنے والوں کو ایک خاندان اور ایک کنبے کے افراد قرار دیا۔ اس طرح نسل پرستی، مادی اور قبائلی امتیاز، رنگ و نسل کی بنیاد پر جھوٹی فضیلتوں کو اسلام نے باطل قرار دے ڈالا۔

3۔ ابن جوزی کی وفات

12 رمضان المبارک 597 ہجری کو مشہور مورخ اور محدث امام ابوالفرج بن الجوزی کی وفات ہوئی۔ آپ کا پورا نام عبدالرحمن بن علی بن محمد ابوالفرج جمال الدین الکرشی البکری الحنبلی ہے۔ آپ بغداد میں پیدا ہوئے اور ستر سے زیادہ اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ تحصیل علم کے بعد درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور اسی دوران میں قرآن مجید کی تفسیر لکھی۔ ان کی تصانیف کی تعداد ڈھائی سو سے اوپر ہے، جن میں 'تاریخ الملک والامم'، 'الیاقوتہ' اور 'المنطق المفہوم' مشہور ہیں۔

تیرہ رمضان

1۔ انجیل کا نزول

مسند احمد میں حضرت واثلہ بن الاسقع سے روایت ہے کہ انجیل 13 رمضان المبارک کو نازل ہوئی۔

2۔ فلسطین کی فتح

خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں جب فلسطین کو فتح کر لیا گیا تو 13 رمضان المبارک 15 ہجری کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فلسطین پہنچے اور شہر قدس (یروشلم) کی چابیاں آپ کو دی گئیں۔ اسلامی فوج نے جب بیت المقدس کا محاصرہ کیا تو حکمران نے یہ شرط رکھی کہ کہ اگر خلیفہ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود تشریف لائیں تو شہر لڑے بغیر اسلامی فوج کے حوالے کر دیا جائے گا۔ یوں مشورے کے بعد اس شرط کو مان لیا گیا اور یروشلم کسی جنگ کے بغیر فتح ہو گیا۔ یہ شرط اس لیے رکھی گئی تھی کہ بائبل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ پیش گوئی موجود تھی کہ بیت المقدس ان کے ہاتھوں فتح ہو گا۔

چودہ رمضان

1۔ محمد علی پاشا کا انتقال

14 رمضان المبارک 1265 ہجری کو جدید مصر کے بانی اور حاکم محمد علی پاشا کا انتقال ہوا۔ محمد علی پاشا موجودہ یونان کے شہر کوالا میں ایک البانوی خاندان میں پیدا ہوئے۔ محمد علی پاشا کی جدت پسندی سے جہاں مصر کو زراعت اور صنعت کے اعتبار سے ترقی ملی، وہیں ترقیاتی کاموں پر اندھا دھند رقم خرچ کرنے سے مصر قرضوں میں جکڑا گیا۔ وزارت خزانہ کے مطابق مصر پر 80 ملین فرانک (2,400,000 پاونڈ) قرضہ تھا۔

2۔ "ریاض الصالحین" تکمیل

14 رمضان المبارک 670 ہجری کو امام نووی نے کتب احادیث سے انتخاب پر مبنی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف "ریاض الصالحین" مکمل کی۔ ہر دور میں عام مسلمانوں کے لیے اس کتاب کی افادیت مسلمہ رہی ہے۔ اس کتاب کی ایک خوبی یہ ہے کہ احادیث مبارکہ کی تخریج بھی ساتھ ساتھ کی گئی ہے یعنی ضرورت پر حدیث کے ماخذ سے رجوع کرنا ممکن ہے۔

پندرہ رمضان

امام حسن کی ولادت

15 رمضان المبارک 3 ہجری کو نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔ آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی دختر گرامی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ زندگی گزاری اور 40 ہجری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت کی ذمہ داری سنبھالی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کا امت پر ایک

عظیم احسان یہ ہے کہ انھوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے صلح کی پیش کش منظور فرمائی اور اپنی مرضی کی شرائط پر خلافت کی ذمہ داری حضرت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور یوں امت مسلمہ دوبارہ متحد ہوگئی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور ﷺ کی ایک روایت بھی ہے کہ میرا یہ نواسا اُمت کو متحد کرنے کا باعث ہوگا۔

سولہ رمضان

1-نپولین کی مصر پر چڑھائی

رمضان 1213 ہجری کو نپولین بونا پارٹ نے فرانس کی توسیع کے سلسلے میں مصر پر چڑھائی کر دی۔ مصر پر ان دنوں مملوک ترکوں کی حکومت تھی۔ مملوک نپولین کی طاقت کا ٹھیک اندازہ نہ کر سکے اور انھوں فوج ہونے کے باوجود نپولین کے مقابلے میں کم فوج سے جنگ کی۔ نپولین نے یہ جنگ آسانی سے جیت لی۔ اس کی یہ مہم دراصل ہندستان جانے کے منصوبہ کا حصہ تھا۔ نپولین سے رابطہ سلطان فتح علیؒ (ٹیپو سلطان) نے کیا تھا اور ان کے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ وہ مل کر انگریزوں کو ہندستان سے نکالیں گے۔ لیکن نپولین ہندستان تک رسائی حاصل نہ کرسکا اور نہ مصر اور شام فتح کر نے باوجود یہاں اپنا قبضہ برقرار رکھ سکا جبکہ انگریز سلطان فتح علیؒ کو ختم کر کے پورے ہندسان پر قبضہ جمانے میں کامیاب ہوگئے۔

2-علامہ بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی کی وفات

16 رمضان 762 ہجری کے دن مشہور تاریخ دان، قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) علامہ بدر الدین ابومحمد محمود بن احمد عینی کی وفات ہوئی۔ وہ صحیح بخاری کی شرح 'عمدۃ القاری' کے مصنفین میں سے ہیں۔ ان کی شرح کو بہت شہرت اور قبولیت حاصل ہوئی۔

سترہ رمضان

1-غزوہ بدر

17 رمضان 2 ہجری بروز جمعہ کو مکہ اور مدینہ کے درمیان مسلمانوں کی ایک مشہور جنگ ہوئی، جسے غزوہ بدر کہا جاتا ہے۔ بدر مدینہ کے جنوب مغرب میں 135 کلومیٹر کی دوری پر واقع ایک کنویں کا نام ہے۔ یہاں مشرکین سے مسلمانوں کی پہلی باقاعدہ جنگ ہوئی۔ کفار کی تعداد ایک ہزار اور صحابہ صرف 313 تھے۔ اس غزوہ کو قرآن نے مشرکین مکہ پر عذاب اور سزا قرار دیا۔ سورۃ انفال میں ہے کہ اس معرکے میں جہنم رسید ہونے والے کافر گویا اللہ کے ہاتھوں اپنے انجام کو پہنچے۔ اس میں ابوجہل سمیت 70 کفار مارے گئے۔ مرنے والوں میں اکثر مکہ کے سردار تھے جبکہ بچ جانے والے اکثر افراد نے بعد میں وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یا تو اسلام قبول کر لیا یا وہ لقمہ اجل بن گئے۔ اس غزوہ میں چودہ مسلمانوں نے شہادت پائی۔

2-امّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات

17 رمضان 57 یا 58 ہجری کو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ آپ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق کی دختر تھیں۔ ایک ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا نکاح ہوا۔ آپ ازواج مطہرات میں سب سے کم عمر تھیں۔ صحابہ کرام اور عام مسلمان مختلف دینی اور فقہی مسائل میں آپ سے رجوع کیا کرتے تھے۔

3-نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ کی وفات

17 رمضان 2 ہجری کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا نے وفات پائی۔ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ آپ کی پیدائش بعثت سے سات سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ کو 'ذات الہجرتین' (دو ہجرتوں والی) کا لقب دیا گیا۔ کیونکہ انھوں نے پہلی ہجرت حبشہ اور دوسری مدینہ کی طرف کی۔ آپ کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔

اٹھارہ رمضان

1-حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وفات

18 رمضان 21 ہجری کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ آپ کی شجاعت اور بہادری کی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سیف اللہ (اللہ کی تلوار) کا لقب عطا فرمایا۔ 8 ہجری میں آپ نے اسلام قبول کیا۔ عرب، ایران، عراق اور شام کے بیشتر محاذوں پر اسلامی فوجوں کی قیادت کی اور ہر معرکے میں فتح پائی۔ عمر کا بیشتر حصہ میدان جنگ میں بسر ہونے کے باوجود بستر پر وفات پائی۔

2-محدث، فقیہ اور مورخ امام زہری کی وفات

18 رمضان 50 ہجری کو محدث، فقیہ، اور مورخ امام زہریؒ کی وفات ہوئی۔ آپ کا پورا نام محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب زہری تھا اور کنیت ابوبکر تھی۔ آپ کا قوت حافظہ غیر معمولی تھا۔ صرف اسی (80) دن میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ آپ نے غزوات کے متعلق پہلی مستند تصنیف کی۔ ان پر بعض محققین نے تدلیس (راوی کو چھپانا) کا بھی الزام لگایا ہے۔ اور ان کی روایتوں پر شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے۔

انیس رمضان

حضرت علی کی شہادت

19 رمضان 40 ہجری کو سحر کے وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور چچا زاد بھائی، بچوں میں سب سے پہلے مسلمان ہونے والے اور ہر موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دینے والے خلیفہ وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو عبدالرحمٰن ابن ملجم نے کوفے کی مسجد میں نماز کے دوران میں زہر آلود تلوار سے زخمی کر دیا۔ ابن ملجم خارجی تھا۔ خارجی وہ لوگ تھے جو پہلے حضرت علی رضی

اللہ عنہ کے ساتھ تھے لیکن جنگ صفین میں تحکیم کے واقعہ کے بعد وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے علیحدہ ہو گئے اور تمام صحابہ کے مخالف ہو کر ان کی جان کے دشمن بن گئے۔

بیس رمضان

فتح مکہ

20 رمضان 8 ہجری کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کو فتح کر کے اس کو بتوں سے پاک کر دیا۔ یہ وہی فتح ہے جس کی خوشخبری صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی تھی۔ یوں محض آٹھ برسوں کے بعد حضور ﷺ اس شہر میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے جہاں وہ دشمن کے گھیرے سے نکل کر رات کے اندھیرے میں ہجرت کر کے مدینہ روانہ ہوئے تھے۔ مکہ کا پرانا نام بکہ تھا، قرآن مجید میں یہی نام آیا ہے۔ اس کو ام القری بھی کہا جاتا ہے۔

اکیس رمضان

1۔ پہلی وحی کا اترنا

21 رمضان المبارک کو ہجرت سے 13 سال قبل سوموار کی رات حضرت جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر غار حرا میں پہلی وحی لے کر اترے۔ بعض روایات کے مطابق یہ وحی سورۃ اقراء کی ابتدائی آیات تھیں اور بعض روایات کے مطابق یہ سورۃ فاتحہ تھی جو پہلی وحی کے طور پر حضور ﷺ پر نازل ہوئی۔

2۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت

21 رمضان المبارک 40 ہجری کو حضرت علی رضی اللہ عنہ شہید ہوئے۔ شہادت سے دو روز قبل مسجد میں صبح کی نماز کے دوران میں جب حضرت علی سجدے کی حالت میں تھے کہ عبدالرحمن ابن ملجم نے زہر میں بجھی ہوئی تلوار سے آپ کے سر پر وار کیا اور کچھ روز شدید زخمی حالت میں رہنے کے بعد آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

بائیس رمضان

محدث ابن ماجہ کا انتقال

22 رمضان المبارک 273 ہجری کو معروف مسلمان محدث اور مفسر ابن ماجہؒ کا انتقال ہوا۔ وہ 209 ہجری میں ایران کے شہر قزوین میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے حدیث کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مختلف اسلامی ممالک کا سفر کیا۔ ابن ماجہ نے علم حدیث میں مہارت حاصل کرنے کے بعد اپنی مشہور کتاب سنن ابن ماجہ تحریر کی جو اہل سنت کی صحاح ستہ میں شامل ہے۔ ابن ماجہ کی دیگر اہم کتابوں میں تفسیر قرآن اور تاریخ قزوین قابل ذکر ہیں۔

تئیس رمضان

احمد بن طولون کی پیدائش

23 رمضان المبارک 220 ہجری کو مصر اور شام کے فرمانروا اور خاندان طولونیان کے بانی احمد بن طولون پیدا ہوئے۔ طولونیان پہلا خاندان تھا جس نے اپنے قلمرو میں شام کو بھی شامل کر لیا۔ اس خاندان کا سلسلہ نسب طولون نامی غلام تک پہنچتا ہے جسے بخارا کے حاکم نے عباسی خلیفہ مامون کے لئے تحائف کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس کے بیٹے احمد طولون نے اپنے خاندان کی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس خاندان نے 254 ہجری سے 292 ہجری تک مصر اور شام پر حکومت کی۔

چوبیس رمضان

قطب الدین شیرازی کی وفات

24 رمضان المبارک 710 ہجری کو ایران کے شہرہ آفاق طبیب، ریاضی دان، فلسفی اور علم فزکس و نجوم کے ماہر، قطب الدین شیرازی نے تبریز میں وفات پائی۔ وہ خواجہ نصیر الدین طوسی کے شاگرد تھے۔ قطب الدین شیرازی پہلے دانش ور ہیں جنھوں نے قوس قزح کے بارے میں تحقیق کی اور علمی نقطہ نگاہ سے اس پر بحث کی۔ قطب الدین شیرازی نے علم طب میں بھی کافی محنت کی اور کئی سال تک شیراز کے ہسپتال میں طبیب اور معالج کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ انہوں نے فلسفے، اصول فقہ اور علم معانی و بیان پر متعدد کتابیں تحریر کی ہیں جن میں ابن سینا کی کتاب قانون کی شرح، خواجہ نصیر الدین طوسی کی تحریر اقلیدس کا ترجمہ اور علم نجوم میں "نهاية الادراك في دراية الافلاك" کا نام لیا جا سکتا ہے۔

پچیس رمضان

1۔ عُزّیٰ نامی بت کو توڑنے کے لیے لشکر کی روانگی

فتح مکہ سے فارغ ہو جانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے 25 رمضان المبارک 8 ہجری کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں عُزّیٰ نامی بت کو توڑنے کے لیے طائف کی طرف ایک سریہ روانہ فرمایا۔ (سریہ یعنی ایسی جنگ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک نہ ہوں، بلکہ آپ کسی اور کو شخصیت کی سرکردگی میں لشکر روانہ کریں)۔ فتح مکہ کے بعد جب پورے عرب تک اسلام کی دعوت پہنچ گئی اور اسلام لانے میں کوئی رکاوٹ بھی نہ رہی تو عرب کی سرزمین کو شرک کی غلاظت سے پاک کر دینے کا حکم ہوا اور یہ سریہ اسی مہم کی ایک کڑی تھا۔

2۔ فخر الدین رازی کی پیدائش

25 رمضان المبارک 544 ہجری کو معروف مسلمان دانش ور فخر الدین رازی ایران کے شہر رے میں پیدا ہوئے۔ فخر الدین رازی کو اپنے دور میں علم کلام میں اہم مقام حاصل تھا۔ انھوں نے اپنے دور کے دانش وروں کی تصانیف کی تصحیح بھی کی۔ فخر الدین رازی کی اہم کتابوں میں "تفسیر الکبیر"، "اسرار التنزیل"، "جامع العلوم" اور "مفاتیح الغیب" خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ تفسیر الکبیر کو کلامی تفاسیر میں امہات کا درجہ حاصل ہے۔

چھبیس رمضان

ابن خلدون کا انتقال

26 رمضان المبارک 808 ہجری کو مسلمان

مورخ، مفکر اور ماہر عمرانیات ابن خلدون کا انتقال ہوا۔ان کو فقہ، حدیث، عربی ادب اور دینی معارف سمیت اپنے زمانے کے تمام علوم میں مہارت حاصل تھی۔ ابن خلدون نے تاریخی فکر کو ایک نئے مرحلے تک پہنچایا اور واقعات نقل کرنے کی صورت میں تاریخ لکھنے کی روش کو تجزیاتی اور علمی روش میں تبدیل کر دیا۔ ابن خلدون کے نظریات کی روشنی میں اسلامی معاشروں کے تاریخی تغیرات کو زیادہ بہتر طور پر سمجھا جاسکتا ہے۔ابن خلدون کی اہم تالیفات و تصنیفات میں "خلاصہ منطق"، "مقدمہ ابن خلدون" اور "کتاب العبر والتعریف" کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

ستائیس رمضان

1۔قرآن مجید کا نزول

بخاری کی روایت کے مطابق 27 رمضان کو قرآن مجید کا نزول ہوا۔ بخاری کی روایت کے مطابق حضور ﷺ کی زندگی کے آخری دور رمضان میں حضرت جبرائیلؑ نے نئی ترتیب کے مطابق آپ سے قرآن سنا۔اس ترتیب کو ترتیب توقیفی کہتے ہیں۔اس وقت قرآن کو ہم اسی ترتیب سے پڑھتے ہیں۔

2۔پاکستان کا قیام

27 رمضان 1366 ہجری کو پاکستان وجود میں آیا۔ پاکستان برصغیر کے مسلمانوں کی عظیم جدوجہد کا نتیجہ ہے۔انگریز ہندستان کو تقسیم کیے بغیر خالص جمہوریت کے اصول پر ہندو اکثریت کے ہاتھوں میں حکومت دے کر جانا چاہتے تھے اور کانگرس پورے ہندستان پر ایک متعصب حکومت قائم کرنے کا خواب دیکھ رہی تھی، لیکن قائداعظم کی ولولہ انگیز قیادت کے تحت مسلم لیگ کی عظیم عوامی جدوجہد نے ان کو یہ ماننے پر مجبور کر دیا کی برصغیر کو دوقومی نظریے کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے اور یوں پاکستان دنیا کے نقشے پر سب سے بڑی اسلامی ریاست کے طور پر ظاہر ہوا۔اور مسلمانوں نے تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت کی جس کے نتیجے میں لاکھوں مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کیں۔

اٹھائیس رمضان

عرب فلسفی کندی کی ولادت

28 رمضان 185 ہجری کو مشہور عرب فلسفی کندی کوفہ میں پیدا ہوا۔اس کا پورا نام ابو یوسف، یعقوب بن اسحاق بن صباح بن عمران بن اسماعیل بن محمد بن اشعث کندی تھا،اس کا سلسلہ نسب یمن کے عربی قبیلے کندہ کے بادشاہوں کے ساتھ جا کر ملتا ہے۔

اس نے علم فلکیات، فلسفہ طب، ادویات، کیمسٹری اور موسیقی جیسے موضوعات پر کتابیں لکھیں۔کندی نے سمندروں میں آنے والے مدوجزر پر ایک کتابچہ لکھا۔اس میں اس نے یہ بھی بتایا کہ سمندر کا پانی ویسے ہی گولائی میں ہے جیسے زمین بھی گولائی میں ہے۔اس نے عطر کی اقسام، چیزوں کو رنگنے کے ذرائع اور لوہے کے زنگ سے بچانے والے کیمیکل وغیرہ پر بھی کتابچے لکھے۔ کندی نے سو سال سے زیادہ عمر پائی اور 285 ہجری میں فوت ہوا۔

انتیس رمضان

1۔ایرانیوں کے خلاف جنگ میں کامیابی

29 رمضان 13 ہجری کو دوسرے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب کے دور میں، مثنیٰ بن حارثہ کی قیادت میں مسلمانوں نے عراق میں بویب کے مقام پر ایرانیوں کے خلاف جنگ میں کامیابی حاصل کی، اس سے ان کے حوصلے دوبارہ بلند ہوئے، کیوں کہ اس سے پہلے ایرانیوں کے ساتھ جنگ میں انھیں جسر کے مقام پر شکست ہوگئی تھی۔

2۔سپین میں داخلہ

29 رمضان 92 ہجری کو طارق بن زیاد کی سربراہی میں مسلمانوں کا ذریق کی سربراہی میں قوط قبیلہ کے ساتھ وادی لکہ میں معرکہ ہوا اس میں کامیابی مسلمانوں کے ساتھیوں کو حاصل ہوئی۔ اس کامیابی سے اسلام کے اسپین میں داخلے کا راستہ ہموار ہوا اور مسلمانوں کو آٹھ صدیوں تک وہاں حکمرانی کا موقع ملا۔

تیس رمضان

1۔حضرت عمرو بن العاص کی وفات

30 رمضان المبارک 44 ہجری کو جلیل القدر صحابی اور فاتح مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے مصر میں وفات پائی۔

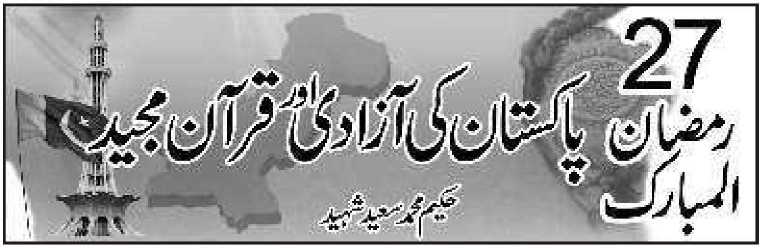
2۔امام بخاریؒ کی وفات

30 رمضان المبارک 256 ہجری کو عظم محدث امام بخاریؒ کی وفات ہوئی۔آپ کا پورا نام محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ الجوفی ہے۔سترہ سال کی عمر میں والدہ کے ساتھ حج کرنے گئے تو تحصیل علم کے لیے وہیں اقامت گزین ہوگئے۔آپ کی مشہور کتاب جس نے آپ کا نام عالم اسلام میں زندہ و تابندہ کیا وہ حدیث کی مستند کتاب "صحیح بخاری" ہے۔آپ نے صحیح بخاری کی تدوین و تالیف کے لیے اسلامی دنیا کے متعدد سفر کیے اور قریباً اسی ہزار اشخاص سے حدیثیں جمع کیں۔ آپ کو چھ لاکھ کے قریب صحیح و غیر صحیح احادیث متن و اسناد سمیت زبانی یاد تھیں۔

3۔ابن حزم کی پیدائش

30 رمضان المبارک 384 ہجری کو اندلس کے مشہور شاعر، مورخ اور فقیہ امام ابن حزم کی پیدائش ہوئی۔آپ اندلس کے مشہور شہر قرطبہ میں پیدا ہوئے۔امام صاحب کا شمار اہل ظواہر علما میں ہوتا ہے۔وہ قرآن و حدیث کے ظاہری معنوں پر زور دیتے تھے۔ان کی مشہور تصانیف میں "نقاط العروس فی تواریخ الخلفاء" اور "جمہرۃ الانساب" بہت زیادہ مشہور ہیں۔فقہ الحدیث میں آپ کی بلند پایہ کتاب "المحلیٰ" ہے۔

☆☆☆☆☆



اس کرۂ ارض پر مختلف اور متعدد اقوام و مِلل آباد ہیں۔ کب سے آباد ہیں، یہ کوئی صحیح نہیں جانتا، کب تک آبادیاں قائم رہیں گی کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فیصلۂ غیب کیا ہے۔ انسانی تاریخ کے آپ کسی بھی دَور میں چلے جائیے، یہ غاروں کا دَور ہو یا جھونپڑیوں یا محلّات کا، کاغذ کا دَور ہو یا دھاتوں یا پتھروں کا، آپ دیکھیں گے کہ ہر دَور میں انسانی تمدن کے انداز بدلے ہیں۔ ثقافت کے نئے نئے نقشے قائم ہوئے ہیں۔

خیالات میں انقلابات آئے ہیں، اس کے باوجود تاریخِ انسانی کے ہر دَور میں ایک قدرِ مشترک ہر قوم و ملت میں رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ تضادات و اختلافات کے باوجود اور تنوع کے باوصف انسانی شعور نے جب سے آنکھ کھولی ہے، اس نے ہمیشہ اور ہر حال میں اور ہمہ وقت آزادی کی ستائش کی ہے اور اپنی آزادی کو قائم اور باقی رکھنے کی جہدِ مسلسل اور سعیِ کامل کی ہے۔ اِسی جہدِ مسلسل اور سعیٔ کامل کا نام تاریخِ انسانی ہے۔ ہندوستان میں جب تحریک آزادی نے جنم لیا اور برطانوی استعمار کے خلاف اہلِ وطن جب صف آرا ہوئے تو اُس وقت تحریکِ آزادی کا بنیادی مقصد یہ تھا کہ برطانوی استعمار اور انگریز کی طاقت کو پاش پاش کر دیا جائے اور اُس کی جگہ اپنی حکومت قائم کی جائے۔ اس تحریک میں برصغیر کی تمام قومیں (امتیاز کے بغیر) شریک تھیں۔ اس موقع پر شاعرِ مشرق، حکیم الامت علامہ اقبالؒ نے مسلمانوں کی رہ نمائی قرآن کی روشنی میں کی۔ علّامہ اقبالؒ نے مغرب کے جمہوری نظام کو اسلام کے خلاف سازش قرار دیا۔ انھوں نے فرمایا کہ مغرب کا جمہوری نظام استبدادِ ملوکیت کی ایک نقاب پوش شکل ہے، اس میں نوعِ انسانی کبھی آزادی سے ہم کنار نہیں ہو سکتی۔ دوسرے یہ کہ یہ مغربی اندازِ فکر اور مغربی نظامِ جمہوریت اسلام کی ضد ہے، اس لیے اس میں مسلمان کو وہ آزادی میسر نہیں آ سکتی کہ جو اُسے اسلام عطا کرتا ہے۔ اس مغربی نظامِ جمہوریت نے اور اشتراکیت نے یہ آوازہ بلند کیا کہ اقتدار کا سرچشمہ عوام ہیں، اُنھی کو حقِ حکومت پہنچتا ہے، مگر قرآن کریم اِس مفروضے کو باطل قرار دیتا ہے۔ قرآن کے نزدیک کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ دوسرے انسانوں کو اپنا محکوم بنائے۔ اس صورت حال میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حقِ حکومت اگر کسی انسان کو حاصل نہیں ہے تو پھر یہ حق کسے حاصل ہے؟ قرآن انسانوں کی تمدنی زندگی کے لیے نظامِ حکومت ضروری قرار دیتا ہے۔ اُس کا کہنا یہ ہے کہ حکومت کا حق صرف اللہ کو حاصل ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے، ترجمہ: ''وہ اپنے حقِ حکومت میں کسی کو شریک نہیں کرتا''۔ اس اساس اور اس بنا پر اُس نے حکم دیا ہے کہ اُس کے سوا کِسی کی محکومیت اختیار نہ کی جائے۔ یہی محکم نظامِ حیات ہے، لیکن اکثر لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے اور انسانی حکومتوں کی ہیئت بدل کر مطمئن ہو جاتے ہیں کہ ہم نے غلامی کی زنجیریں کاٹ دی ہیں اور آزادی کا سانس لے لیا ہے۔ قرآن مجید واضح الفاظ میں اور ذرّہ برابر ابہام کے بغیر کہتا ہے کہ حکومت اللہ کی کتاب یعنی قرآنِ حکیم کے ذریعے سے قائم ہو گی، جس میں کسی انسان کو دخل نہ ہوگا، کیوں کہ اللہ اپنے اختیارات کسی کو تفویض نہیں کرتا۔ اس حقیقت کی توضیح و تشریح کے لیے ارشاد ہوا: ترجمہ ''کیا تم لوگ چاہتے ہو کہ اللہ کے سوا کسی اور حاکم کی طلب و جستجو کرو، حالانکہ اُس نے اپنی کتاب نازل کر دی ہے کہ جو مفصل ہے۔'' برصغیر کے مسلمان تحریک آزادی میں شریک ہوئے اور اس جدوجہد آزادی میں اس نظریۂ اساس کے ساتھ مستعد و متحرک ہوئے کہ وہ پاکستان قائم کریں گے، جہاں قرآن کی حکومت ہو گی اور اللہ کا قانون نافذ ہوگا۔ اُن کے پاس جذبۂ صادق تھا۔ یہ اُن کا ایمانِ کامل تھا اور اُن کا یقین محکم کہ دنیا کی ہر بڑی طاقت مسلمانانِ برصغیر کے جوشِ ایمانی کے سامنے زیر ہو گئی اور غیر ملکی استعمار نے ہار مان لی۔ یہ عجیب اور حیرت انگیز حقیقت ہے اور کرشمۂ الٰہی کہ پاکستان ٹھیک اُس دن عالمِ وجود میں آیا اور منصّۂ شہود پر جلوہ گر ہوا کہ جس دن 27 رمضان المبارک تھا۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا۔ یہ نظامِ الٰہی تھا کہ پاکستان ایسے دن قائم ہوا کہ جو تمام عالم اسلام کے نزدیک مبارک و متبرک ہے اور جس کی عظمت و تقدیس میں پُورا عالم اسلام متفق ہے۔ درحقیقت اللہ کا یہ بڑا اہم فیصلہ تھا، کیوں کہ منشائے الٰہی یہی تھا کہ پاکستان قائم ہو اور اُس میں حکومتِ قرآن قائم ہو۔ 27۔ رمضان یوم نزولِ قرآن ہے۔ اس یوم مبارک کے بارے میں قولِ فیصل ہے اور حرفِ آخر کہ اسلام اور عالمِ اسلام کے لیے یہ تاریخ ساز دن ہے۔ اس دن قرآن کریم نازل ہوا اور اس لیے نازل ہوا کہ اس کرۂ ارض کی ہر تاریکی کو روشنی سے منور کر دے اور ہر باطل کو مٹا کر حق کو قائم کر دے اور اس کرۂ ارض پر اللہ کے قانون کی حکمرانی ہو۔ اس باب میں قرآن کے احکامات واضح ہیں۔ سورہ المائدہ میں ارشادِ ربانی ہے: ترجمہ ''جو لوگ کتاب اللہ کے مطابق حکومت قائم نہیں کرتے وہی کافر ہیں۔۔۔۔ اور اس کے ساتھ ہی رسول اللہ سے فرمایا گیا: ''ان میں کتاب اللہ کے مطابق فیصلے کرو۔'' قرآن کریم میں اللہ

کے سوا ہر طاقت کو طاغوت کہا گیا ہے اور کفر اور ایمان کے اس فرق کو اِن الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے، ترجمہ: ''جو اللہ پر ایمان لایا اور اُس نے طاغوت کا انکار کیا تو اُس نے ایسا محکم سررشتہ تھام لیا جو کبھی نہیں ٹوٹ سکتا۔'' اس ارشادِ باری تعالیٰ کی روشنی میں یہ غور کرنا چاہیے کہ وہ لوگ کہ جو دعویٰ کرتے ہیں کہ کتاب اللہ پر ایمان لائے لیکن عملاً اُن کا حال یہ ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ، ترجمہ: ''اپنے مسائل ومعاملات کے فیصلے طاغوت سے کرائیں، حالانکہ انھیں حکم دیا گیا کہ وہ طاغوت کا انکار کریں۔'' ایسے لوگ صحیح راہ پر نہیں ہیں۔ وہ ایک سانس میں اللہ کے قانون کی بات کرتے ہیں، مگر دوسرے میں اُس کی نفی کرتے ہیں۔ اُن کا قلب وایمان متزلزل ہے، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ، ترجمہ ''اللہ کے کلمات (قوانین الٰہی) صدق وعدل کے ساتھ مکمل ہو گئے۔ یہ قوانین غیر متبدل ہیں۔'' ☆☆☆☆☆



غزوۂ بدر میں حضور سید عالم ﷺ اپنے تین سو تیرہ (313) جاں نثاروں کے ساتھ مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے۔ آگے دو سیاہ رنگ کے اسلامی پرچم تھے، ان میں ایک حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں تھا۔ جب رزم گاہِ بدر کے قریب پہنچے تو امام المجاہدین حضور سرور دو عالم ﷺ نے حضرت علیؓ کو منتخب جان بازوں کے ساتھ ''غنیم'' کی نقل وحرکت کا پتا چلانے کے لیے بھیجا، انہوں نے نہایت خوبی کے ساتھ یہ خدمت انجام دی۔

17 رمضان المبارک، جمعۃ المبارک کے دن جنگ بدر کی ابتداء ہوئی۔ ''بدر'' ایک گاؤں کا نام ہے، جہاں ہر سال میلہ لگتا تھا۔ یہ مقام مدینہ طیبہ سے تقریباً اسی (80) میل کے فاصلے پر ہے، جہاں پانی کے چند کنویں تھے اور ملک شام سے آنے والے قافلے اسی مقام پر ٹھہرا کرتے تھے۔ حضور سید عالم اور صحابہ کرامؓ نے جب ہجرتِ مدینہ فرمائی تو قریش نے ہجرت کے ساتھ ہی مدینہ طیبہ پر حملے کی تیاریاں شروع کر دی تھیں۔

اسی اثناء میں یہ خبر بھی مکہ معظّمہ میں پھیل گئی تھی کہ مسلمان قریش مکہ کے شام سے آنے والے قافلے کو لوٹنے آرہے ہیں اور اس پر مزید یہ کہ عمرو بن حضرمی کے قتل کا اتفاقیہ واقعہ بھی پیش آگیا، جس نے قریش مکہ کی آتشِ غضب کو مزید بھڑکا دیا۔ حضور نبی کریمؐ کو جب ان حالات کی خبر ہوئی تو آپؐ نے اپنے صحابہ کرامؓ کو جمع کیا اور امرِ واقعہ کا اظہار فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ نے جواب میں نہایت جاں نثارانہ وفدایانہ تقریریں کیں۔ حضرت سعد بن عبادہؓ (خزرج کے سردار) نے عرض کی: ''یا رسول اللہ ﷺ! خدا کی قسم! اگر آپ حکم فرمائیں تو ہم سمندر میں کودنے کو تیار ہیں۔

حضرت مقدادؓ نے کہا: ''ہم موسیٰؑ کی امت کی طرح یہ نہیں کہیں گے کہ آپ اور آپ کا رب خود جا کر لڑیں، ہم تو یہیں بیٹھے ہوئے ہیں بلکہ ہم آپ کے دائیں سے بائیں سے، سامنے سے اور پیچھے سے لڑیں گے پھر آپ نے اعلان کیا کہ ہم لوگ واقعی آپ کے تابعدار ہوں گے، جہاں آپؐ کا پسینہ گرے گا وہاں ہم اپنا خون بہا دیں گے۔ آپؐ بسم اللہ کیجئے اور جنگ کا حکم فرمائیں، ان شاء اللہ اسلام ہی غالب آئے گا۔

حضور سرکارِ دو عالمؐ نے جب صحابہ کرامؓ کے اس جذبہ سرفروشانہ اور جوشِ ایمانی کو دیکھا تو آپ کا چہرۂ اقدس فرطِ مسرت سے چمک اٹھا۔ پھر آپؐ نے اپنا چہرۂ مبارک آسمان کی طرف اٹھا کر ان سب کے لیے بارگاہِ خداوندی میں دعاء خیر فرمائی، اور ارشاد فرمایا: ''خداوند قدوس نے مجھے قافلہ ولشکر میں سے کسی ایک پر فتح عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور قسم بہ خدا! میں ابھی سے کفار کے سرداروں کی قتل گاہ دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ اس جگہ فلاں کافر قتل ہوگا، اس جگہ فلاں کافر قتل ہوگا۔ آپؐ نے مقتولوں میں سے ہر ایک کا محل قتل بتا دیا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جہاں جہاں حضور سید عالم نے فرمایا تھا، وہ کافر وہاں ہی قتل ہوا۔ (مشکوٰۃ / مدارج النبوت)

لشکر اسلام کی تعداد

حضور سید عالم 12 رمضان المبارک 2 ہجری

کو اپنے تین سو تیرہ (313) جاں باز و جاں نثار ساتھیوں کو ساتھ لے کر میدانِ بدر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب آپؐ اپنے مختصر سے لشکر کو لے کر مدینہ طیبہ سے تھوڑی دور پہنچے تو آپؐ نے جیشِ اسلام کا جائزہ لیا اور جو اس کارواں میں کم سن اور نو عمر تھے، انہیں واپس فرما دیا۔ حضرت عمیر بن ابی وقاص ایک کم سن سپاہی بھی شامل تھے، انہیں جب واپسی کے لیے کہا گیا تو وہ رو پڑے، حضور اکرمؐ نے ان کا یہ جذبہ جہاد و شوقِ شہادت دیکھ کر انہیں شاملِ جہاد رہنے کی اجازت عطا فرما دی۔ لشکرِ اسلام کی کل تعداد 313 تھی، جس میں سے 60 مہاجرین اور 253 انصار تھے۔

چلتے چلتے یہ بے نظیر و بے مثال لشکر 16 رمضان المبارک بہ روز جمعرات 2 ہجری کو میدان بدر پہنچ گیا۔ ادھر مکہ معظّمہ سے قریشِ مکہ بڑے ساز و سامان کے ساتھ نکلے تھے۔ ایک ہزار آدمیوں کا لشکر تھا۔ سو سواروں کا رسالہ تھا۔ رؤسائے قریش سب شریکِ جنگ تھے اور اُمراءِ قریش باری باری ہر روز دس دس اونٹ ذبح کرتے تھے۔ عتبہ بن ربیعہ جو قریش کا سب سے معزز رئیس تھا، اپنی اس طاغوتی فوج کا سپہ سالار بنایا گیا تھا۔

17 رمضان المبارک کی مبارک شب تھی، تمام مجاہدینِ اسلام آرام فرما رہے تھے جب کہ حضور رحمت دو عالمؐ نے ساری رات عبادت و ریاضت اور دعا میں گزاری۔ صبح کو نماز فجر کے لیے تمام سرفروشانِ اسلام مجاہدین کو بیدار کیا اور نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد قرآن مجید کی ''آیاتِ جہاد'' تلاوت فرما کر ایسا لرزہ خیز اور ولولہ انگیز خطاب فرمایا کہ مجاہدینِ اسلام کی رگوں میں خون کا قطرہ قطرہ جوش و جذبے کا سمندر بن کر طوفانی موجیں مارنے لگا اور مجاہدین جلد از جلد جنگ کے لیے تیار ہونے لگے۔

صف آرائی کا دل نشین منظر

حضور نبی کریمؐ کے دست اقدس میں ایک تیر تھا، اس کے اشارے سے آپ مجاہدین کی صفیں قائم فرما رہے تھے۔ ''مہاجرین'' کا علم حضرت مصعب بن عمیر کو، ''خزرج'' کے علم بردار حباب بن منذر اور ''اوس'' کے علم بردار سعد بن معاذ مقرر فرمائے۔ چناں چہ لشکرِ اسلام کی صف آرائی ہوئی اور مشرکین مکہ بھی مقابل میں صفیں باندھے کھڑے تھے۔ حضور سید عالمؐ نے میدانِ بدر میں اپنے جاں نثار سپاہیوں کو دیکھا اور ان کی قلیل تعداد اور بے سر و سامانی کو بھی دیکھا تو بارگاہِ خداوندی میں یوں التجاء کی: ''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے، وہ پورا فرما۔ اے اللہ! اگر آج یہ مٹھی بھر نفوس ہلاک ہو گئے تو پھر قیامت تک تمام روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔'' (صحیح بخاری، مسلم، ترمذی، مسند امام احمد)

حضور سرور دو عالمؐ کچھ اس طرح خشوع و خضوع سے دعا کر رہے تھے کہ آپؐ کی چادر مبارک آپ کے دوش اقدس سے گر گئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے چادر مبارک اٹھا کر آپؐ کے کاندھے مبارک پر ڈال دی اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! اب بس کیجیے، اللہ تعالیٰ نے جو فتح عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، وہ ضرور پورا فرمائے گا۔ (البدایہ والنہایہ)

یوم بدر۔۔۔یوم الفرقان

مؤرخین اس معرکہ کو ''غزوۂ بدر الکبریٰ'' اور غزوۂ بدر العظمیٰ'' کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے لاریب اور لافانی کلام قرآنِ مجید میں اس معرکہ کو ''یوم الفرقان'' (یعنی حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والے دن) کے نام سے تعبیر فرمایا ہے، یعنی یہ وہ دن ہے جب حق و باطل، خیر و شر اور کفر و اسلام کے درمیان فرق آشکار ہو گیا اور اقوامِ عالم کو بھی پتا چل گیا کہ حق کا علم بردار کون ہے اور باطل کا نقیب کون ہے۔ چناں چہ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اس (چیز) پر جو ہم نے اپنے (محبوب) بندے پر نازل فرمائی، جس دن دو لشکر مقابل (آمنے سامنے) ہوئے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (الانفال:41)

فرزندانِ توحید کی سرفروشی

دستورِ عرب کے مطابق جب جنگ کی ابتداء ہوئی تو مشرکین میں سے عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کے ساتھ میدانِ کارزار میں نکلا۔ مبارزت طلب کرنے لگا تو لشکرِ اسلام میں سے حضرت امیر حمزہ، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم، عتبہ، ولید اور شیبہ کے مقابل ہوئے اور یوں دست بہ دست جنگ شروع ہوئی تو حضرت امیر حمزہؓ نے عتبہ بن ربیعہ کو واصل جہنم کر دیا جب کہ حضرت علی حیدر کرارؓ نے ولید بن عتبہ کو جہنم رسید کیا، حضرت عبیدہؓ شیبہ کے ہاتھوں زخمی ہو گئے، یہ دیکھ کر شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ آگے بڑھے اور اپنی ضرب حیدری کے ایک ہی وار سے شیبہ بن ربیعہ کو بھی جہنم رسید کر دیا۔

تینوں مشرکین سرداروں کی لاشیں زمین پر ڈھیر ہو گئیں۔ آنِ واحد میں مشرکین کے تین سورماؤں کے قتل سے ہل چل مچ گئی، کیوں کہ قریش کے جب یہ تینوں سرداروں کو اسلام کے شاہینوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا تو اس اندیشے سے کہ کفار حوصلہ نہ ہار دیں، ابوجہل نے بلند آواز سے یہ نعرہ لگایا: ترجمہ: ''ہمارا مددگار عزیٰ ہے اور تمھارے پاس کوئی عزیٰ نہیں جو تمھاری مدد کرے۔'' حضور سید عالمؐ نے فرزندانِ توحید کو حکم دیا کہ اس کے جواب میں یہ نعرہ بلند کریں۔

ترجمہ: ''اللہ ہمارا مددگار ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں ہے۔ ہمارے مقتول جنت میں ہیں اور تمہارے مقتول جہنم کا ایندھن بنیں گے۔

اس کے بعد پھر عام لڑائی شروع ہو گئی تو حضور اکرمؐ نے باہر نکل کر ایک مٹھی کنکروں کی اٹھائی

اور لشکرِ کفار کی طرف پھینکی اور فرمایا ”شاھت الوجوہ“ ”برے ہوگئے یہ چہرے۔“ چناں چہ کوئی کافر ایسا نہیں بچا جس کی آنکھوں اور ناک وغیرہ میں ان سنگریزوں سے کوئی چیز نہ پہنچی ہو۔ یہ سنگریزے ہر ایک کافر فوجی کو لگے اور ان کی قوت و طاقت بالکل ٹوٹ گئی اور لشکرِ کفار میں بھگدڑ مچ گئی۔

چناں چہ قرآن پاک میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کنکریوں کا مارنا یوں بیان فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”اور (اے حبیبؐ!) آپ نے (حقیقتاً وہ خاک) نہیں پھینکی، جس وقت (بظاہر) آپ نے (خاک) پھینکی تھی، لیکن وہ (خاک) اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔“ (الانفال:17)

جب دست بہ دست عام لڑائی شروع ہوگئی تو لشکرِ اسلام کا ہر سپاہی پورے جوش و جذبے کے ساتھ لڑ رہا تھا اور سر دھڑ کی بازی لگا رہا تھا۔ اسلام کا ایک ایک سپاہی کفار کے بیسیوں سپاہیوں پر بھاری تھا اور ان کو جہنم رسید کر رہا تھا۔ ایسے ہی جاں باز و جاں نثار اپنی شجاعت و بہادری اور جذبہ جاں نثاری کی وجہ سے اور اپنے ملک و ملت اور مذہب پر پروانوں کی طرح اپنی قیمتی جان قربان کرکے اللہ تعالیٰ کے دربار میں سرخرو ہوتے ہیں۔

مسلمانوں کی شاہ کار اور تاریخی فتح

میدانِ بدر میں لشکرِ اسلام کے پاسبان و محافظ اور جاں باز و جاں نثار سپاہی کچھ اس بے جگری سے لڑے کہ تھوڑے ہی عرصے میں کفار کی کثرت کو کچل کر واصلِ جہنم کر دیا۔ حضور نبی کریمؐ کی مستجاب دعاؤں کے صدقے خدائے ربِ ذوالجلال کی تائید و نصرت کی بہ دولت کفار کو ایسی شکست فاش ہوئی کہ جس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے۔

کفار کے تقریباً ستر (70) آدمی قتل ہوئے اور 70 افراد کو قیدی بنا دیا گیا اور کفار کے وہ سردار جو شجاعت و بہادری میں بے مثال سمجھے جاتے تھے اور جن پر کفارِ مکہ کو بڑا ناز تھا، وہ سب کے سب مسلمان مجاہدوں کے ہاتھوں مقتول ہو کر دوزخ کا ایندھن بن گئے اور جو کافر زندہ رہ گئے، وہ میدان چھوڑ کر ایسے بھاگے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا اور سیدھا مکہ میں اپنے گھروں میں جا کر دم لیا۔ لشکرِ اسلام میں سے صرف 14 خوش نصیب سرفروش مجاہدوں نے شہادت کا عظیم منصب حاصل کیا اور جنت الفردوس میں داخل ہوگئے، جن میں سے چھ مہاجرین اور آٹھ انصار تھے۔

غزوہ بدر کی اہمیت، نتائج اور اثرات

غزوہ بدر وہ فیصلہ کن اور تاریخ ساز جنگ تھی جس میں امت اسلامیہ کی تقدیر اور دعوتِ حق کے مستقبل کا فیصلہ ہوا۔ اس کے بعد آج تک مسلمانوں کو جتنی فتوحات اور کامیابیاں حاصل ہوئیں اور ان کی جتنی حکومتیں اور سلطنتیں قائم ہوئیں وہ سب اسی ”فتح مبین“ کی مرہونِ منت ہیں جو بدر کے میدان میں اس مٹھی بھر جماعت کو حاصل ہوئی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو قرآن مجید میں ”یوم الفرقان“ (حق و باطل میں فرق کا دن) کہا ہے، یعنی اس جنگ میں مسلمانوں کی فتح و غلبے نے یہ واضح کر دیا تھا کہ اسلام حق ہے اور کفر و شرک باطل ہے۔ اس فیصلہ کن فتح نے عرب میں اسلام کو ایک قابلِ لحاظ طاقت بنا دیا اور قریش اپنے سارے غرور و طاقت کے باوجود بے سروسامان فدائیوں کے ہاتھوں شکست کھا گئے۔ اس غزوہ میں قریش کے 70 آدمی مارے گئے، اور 70 قید ہوئے۔ علاوہ ازیں ان کا مالِ غنیمت بھی مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

قریش کے تمام بڑے بڑے روساء جن میں سے ہر ایک اسلام کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ تھا فنا ہوگئے۔ قریش کو پہلے صرف عمرو بن حضرمی کا رونا تھا لیکن اب غزوہ بدر کے بعد ہر گھر ماتم کدہ بن گیا اور مقتولین بدر کے انتقام کے لیے مکہ کا بچہ بچہ تیار ہوگیا۔ چناں چہ ”سویق“ کا واقعہ اور احد کا معرکہ اسی جوش کا مظہر تھا۔

غزوہ بدر کی ایک امتیازی خصوصیت و اہمیت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا بالتفصیل ذکر کیا ہے اور سورۃ الانفال اسی موقع پر نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے احسانات بتائے اور مالِ غنیمت و خمس کی تقسیم سے متعلق احکامات نازل فرمائے۔

عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھی جو کہ اب تک اعلانیہ کافر تھے جب انھوں نے یہ دیکھا کہ اسلام غالب آرہا ہے تو وہ بظاہر مسلمان ہوگئے، لیکن وہ منافق تھے۔ مسلمانوں کی فتح نے ان کی حسد کی آگ کو اور بھڑکا دیا۔ اکثر قبائلِ عرب بھی مسلمانوں کی طاقت و قوت کا لوہا ماننے لگے اور مسلمانوں سے خائف رہنے لگے۔ مجموعی طور پر قریش کی طاقت کو بے حد ٹھیس پہنچی۔ عتبہ بن ربیعہ اور ابوجہل کی موت سے قریش کی طاقت کا معیار گھٹ گیا، جس کے بعد پھر قریش کی قیادت کا تاج ابوسفیان کے سر پر رکھا گیا۔ قریش کم زور ہوجانے کے باوجود مسلمانوں پر بار بار حملے کرتے رہے، ان ہی نتائج کی بنا پر بدر کو غزوات کی پوری تاریخ میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔

بدر کی جنگ کا ایک فوری نتیجہ غزوہ سویق کی صورت میں سامنے آیا۔ ابوسفیان نے قسم کھائی تھی کہ جب تک وہ محمد ﷺ سے جنگ کر کے اپنا بدلہ نہیں لے گا اس وقت تک نہ سر میں تیل ڈالے گا نہ ہی غسلِ جنابت کرے گا۔ چناں چہ وہ اپنی قسم پوری کرنے کی خاطر قریش کے دو سو سوار لے کر مدینہ کی طرف روانہ ہوا اور اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ خفیہ طور پر مدینہ میں داخل ہوا، یہاں ایک انصاری اور اس کے ایک ساتھی کو قتل کیا اور ان کی کھیتی اور کھجور کے درختوں کو آگ لگا دی۔ نبی اکرم ﷺ اس کے تعاقب میں نکلے لیکن ابوسفیان بہت تیزی سے نکل گیا۔ اس غزوہ کو ”غزوہ سویق“ کہتے ہیں۔ قریش کا ایک شخص عمیر بن وہب رسول اکرمؐ کے قتل کے ارادہ سے مدینہ آیا۔ آپؐ نے اس کا ارادہ اس کو بتا دیا اور اسے معاف کر دیا۔ اس سے وہ اتنا متاثر ہوا کہ وہ بے اختیار پکار اٹھا کہ آپ اللہ کے رسولؐ ہیں اور مسلمان ہوگیا۔

سوشل میڈیا سے انتخاب

سید عمیر حسنین

جہاں سوشل میڈیا مثلاً فیس بک، ٹیوٹر، واٹس ایپ پر جہالت اور اخلاقی اقدار کی پامالی کا دور دورہ ہے وہاں بعض مرتبہ اچھی تحریریں بھی مل جاتی ہیں جنہیں پڑھ کر ایک سبق حاصل کیا جاسکتا ہے۔ ہم انشاء اللہ ہر ماہ سوشل میڈیا سے انتخاب کے عنوان سے آپ کی خدمت میں ایسے موتی چن چن کر لاتے رہیں گے۔ جن سے کسی طرح اخلاقی پہلو، اسلامی اقدار کی عظمت اور اللہ رب العزت اور پیارے آقا کریم ﷺ کی محبت اجاگر ہو۔ ادارہ

عزت نفس کا احترام اور سخاوت

ایک دن میں راولپنڈی کے ایک ریسٹورنٹ میں کھانا کھانے گیا۔ وہاں دو ٹیبل چھوڑ کے ایک اُدھیڑ عمر بوڑھے میاں اور اُن کی بوڑھی بیوی بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اِسی دوران ایک نہایت ہی ڈیسنٹ اور خوش شکل بھائی صاحب ہوٹل میں داخل ہوئے اور واش بیسن پر ہاتھ دھو کر کچھ فاصلے پر اُن کے برابر والی ٹیبل پر بیٹھ گئے۔

چونکہ ہم نے اپنے کھانے کا آرڈر پہلے ہی دے دیا تھا تو اِس لیے ہم کھانے کا انتظار کر رہے تھے کہ اچانک اُس صاحب کے موبائل فون کی بیل بجی جس کے بعد وہ قدرے اونچی آواز میں موبائل پر کسی سے بات کرنے لگے، اُن کے بات کرنے کے انداز سے لگ رہا تھا کہ اُن کو اللہ نے کوئی بہت بڑی خوشی سے نوازا تھا۔

اور پھر موبائل پر بات ختم کرنے کے بعد وہ وہاں پر موجود سب لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے بلند آواز میں بولے،"خواتین و حضرات! آج میں بہت خوش ہوں کہ اللہ نے مجھے بیٹا عطا کیا ہے اور اِس خوشی میں، میں آپ سب کو مٹن کڑھائی کھلاؤں گا۔۔۔! میں اپنی جگہ سے اٹھا اور آگے جا کر انہیں مبارک باد دی اور کہا کہ بھائی! ہم نے تو اپنے کھانے کا آرڈر پہلے ہی دے دیا ہے، یہ سنتے ہی اُنہوں نے کہا" اچھا، چلو کوئی بات نہیں اِس خوشی میں آپکے کھانے کا بل میں ادا کروں گا۔۔۔! اور پھر انہوں نے وہاں پر موجود باقی سب لوگوں بشمول اُن بوڑھے میاں جی اور اُن کی بوڑھیا کیلئے مٹن کڑھائی کا آرڈر کیا اور سب کا بل ادا کر کے اپنا کھانا کھا کے خوشی خوشی چلے گئے۔

چند دنوں کے بعد میں اپنے دوستوں کے ہمراہ ایک سینما گیا تو کیا دیکھا کہ وہی صاحب وہاں پر ایک پانچ سال کے بچے کے ہمراہ ٹکٹ کے لیے لائن میں کھڑے تھے، میں اپنے دوستوں سے نظر بچا کر اُن کے پاس پہنچا، جونہی انہوں نے مجھے دیکھا، دیکھتے ہی مجھے پہچان گئے اور مسکرانے لگے۔

بہرحال سلام دعا کے بعد میں نے طنزیہ کہا کہ" ماشااللہ! آپکا بیٹا تو چند ہی دنوں میں اتنا بڑا ہو گیا ہے۔۔۔!"

میری بات سن کر انہوں نے کہا،"بھائی! چھوڑو اِس بات کو، یہ بڑی عجیب کہانی ہے، پھر کسی دن ملو گے تو بتاؤں گا۔۔!"

جب انہوں نے یہ کہا تو میرا تجسس اور بھی بڑھ گیا اور میں نے اصرار کیا کہ"وہ مجھے یہ عجیب کہانی ابھی بتائیں۔۔!"، آخر میرے بہت اصرار پر انہوں نے جو بات بتائی اُس کے بعد میں اپنے آپ کو بہت چھوٹا سمجھنے لگا اور ان کا مقام میری نظروں میں قدرے بلند ہو گیا۔۔۔!!

دوستو! انہوں نے بتایا کہ"اس دن جب میں ریسٹورنٹ میں داخل ہوا تو ہاتھ دھونے کیلئے واش بیسن کی طرف گیا، اور وہاں ہاتھ دھوتے وقت میں نے اُن بوڑھے میاں اور بڑھی اماں جی کی باتیں سن لی تھیں، بڑھی اماں کہہ رہی تھی"آج میرا مٹن کڑھائی کھانے کو دل کر رہا ہے۔۔!"، تو اُس پر بوڑھے میاں نے بہت افسردہ لہجے میں کہا کہ میرے پاس پورے مہینے کے لئے صرف دو ہزار روپے ہیں، اگر کڑھائی کھائیں گے تو پورے مہینے گزارہ کیسے ہوگا۔۔؟، ایسا کرتے ہیں آج دال روٹی کھا لیتے ہیں، کڑھائی پھر کسی دن کھا لیں گے۔۔!

اُن صاحب نے کہا کہ"اسی وجہ سے میں نے اپنے موبائل کی خود ہی بیل بجا کر وہ بیٹے کی پیدائش کا ڈرامہ کیا تھا، تا کہ میں اپنی فرضی خوشی کے بہانے اُن کی دلی"خاموش خدمت"کر سکوں۔۔!"

میں نے کہا تو بھائی! آپ صرف انہی بزرگوں کے پیسے دے دیتے، آپ نے خوامخواہ باقی سب لوگوں کو کھانا بھی کھلایا اور اُن کا بل بھی ادا کیا۔۔؟"

تو انہوں نے جواب دیا"ایسا کر کے میں ان بزرگوں کی عزتِ نفس مجروح نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔۔

بادشاہوں سے بہتر زندگی

'اگر قارون کو بتا دیا جائے کہ آپ کی جیب میں رکھا اے ٹی ایم کارڈ اس کے خزانوں کی ان چابیوں سے زیادہ فوائد کا حامل ہے، جنھیں اس وقت کے طاقت ور ترین انسان بھی اٹھانے سے عاجز تھے، تو قارون پر کیا بیتے گی؟

اگر کسریٰ کو بتایا جائے کہ آپ کے گھر کی بیٹھک میں رکھا صوفہ اس کے تخت سے کہیں زیادہ آرام دہ ہے تو اس کے دل پر کیا گزرے گی؟

اگر قیصر روم کو بتا دیا جائے کہ اس کے غلام شتر مرغ کے پروں سے بنے پنکھوں سے اسے

جیسی اور جتنی ہوا پہنچایا کرتے تھے، آپ کے گھر کا درمیانہ درجے کا سپلٹ اے سی اس سے ہزار گنا زیادہ ٹھنڈی ہوا دیتا ہے تو اس پر کیا بیتے گی؟

ہرقل خاص مٹی کی صراحی سے ٹھنڈا پانی لے کر پیتا تھا تو دنیا اس کی آسائش پر حسد کیا کرتی تھی، اگر اسے آپ کے گھر کا کولر دکھا دیا جائے تو وہ کیا سوچے گا؟

خلیفہ منصور کے غلام اس کے لیے ٹھنڈے اور گرم پانی کو ملا کر غسل کا اہتمام کرتے تھے اور یہ اس دور میں بہت بڑی عیاشی تھی، اگر وہ آپ کو جاکوزی میں یا شاور میں غسل کی سہولت سے لطف اندوز ہوتے ہوئے دیکھے تو اس کا کیا عالم ہو؟

اونٹوں پر سوار ہو کر حج کے لیے گھر سے نکلتے تھے اور مہینوں میں پہنچتے تھے اور آج آپ جہاز میں سوار ہو کر چند گھنٹوں میں مکہ پہنچ سکتے ہیں۔

مان لیجیے کہ آپ بادشاہوں جیسی راحت میں ہی نہیں رہ رہے بلکہ سچ تو یہ ہے کہ بادشاہ آپ جیسی راحت کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے، مگر کیا کیجیے کہ آپ سے جب بھی ملیں آپ اپنے نصیب سے نالاں ہی نظر آتے ہیں، ایسا کیوں ہے کہ جتنی راحتیں اور آسانیاں بڑھ رہی ہیں اتنا ہی آپ کا سینہ تنگ ہوتا جا رہا ہے اور آپ اللہ کی ان نعمتوں کا کم کم شکر ادا کرتے ہیں، جن کا شمار بھی نہیں کیا جا سکتا!''



ابوسفیان بطور سپہ سالار افواج جب غزوہ خندق (جسے غزوۂ احزاب بھی کہا جاتا ہے) میں شامل ہونے کیلئے عازم مدینہ ہوا تو وہ خوش فہمی میں مبتلا تھا کہ لشکر قریش کیلئے خوراک مدینہ کے باغات اور کھیتوں سے حاصل کر لی جائے گی مگر وہاں پہنچ کر وہ یہ دیکھ کر حیران ہو گیا کہ مسلمانوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عسکری ہدایت کے مطابق ہر قسم کی خوراک اور دیگر اشیائے خورد و نوش کو مدینہ کی حدود کے اندر ہی محفوظ کر لیا ہے اور خندق کے اس پار کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی جسے لشکر قریش زیر استعمال لا سکے۔ اس مایوس کن کی صورت حال کے علاوہ سرد ہوائیں ان لوگوں کیلئے نہایت اذیت ناک ثابت ہوئی ہیں یہ مکہ جیسے گرم مربوط علاقہ کے رہنے والے لوگ اس موسم میں یہاں آئے جبکہ مدینہ کی راتیں بڑی خشک ہوتی تھیں خیموں میں ان لشکریوں کیلئے ایسی سرد راتیں بسر کرنا بڑا مشکل ہو گیا پندرہ روزہ محاصرہ کے دوران فریقین میں کبھی کبھی انفرادی جھڑپیں ہوتی رہیں ایک مرتبہ لشکر قریش میں سے دو افراد عمرو بن عبدود اور نوفل مخزومی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں مارے گئے، نوفل مخزومی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مدینہ کے گرد کھودی گئی خندق میں کود پڑا اُسکو دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی خندق میں کود پڑے خندق چونکہ گہری تھی لہذا نوفل اور اس کا گھوڑا کودتے وقت اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکے اور زمین پر گر پڑے سیدنا علی رضی اللہ عنہ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے اگر وہ چاہتے تو اس موقعہ سے بھرپور فائدہ لیکر اس دشمن اسلام کو ختم کر سکتے تھے مگر اس کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ اس مجاہد اسلام نے ایسا نہ کیا اور اس انتظار میں رہے کہ کب یہ زمین سے اٹھ کر خود کو سنبھالتا ہے۔ نوفل کے خندق میں کودتے وقت سورج اسکی پشت پر غروب ہونے کے قریب تھا جسکی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں اس کی تیز شعاعیں پڑ رہی تھیں جب وہ سنبھلا اپنی مرضی سے تلوار اٹھائی تو آپ نے فوراً شمشیر حیدری کی ضرب سے اُسے قتل کر دیا جب یہ خبر لشکر قریش میں پہنچی تو سالار افواج ابوسفیان نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو یہ پیغام بھجوایا کہ میں آپ کے لیے 100 اونٹ بھجواؤں گا اگر آپ نوفل فخروی کی نعش کو اصل حالت میں ہمارے حوالے کر دیں جواب میں سیدنا رضی اللہ عنہ نے اس شرط اور پیشکش کو قطعی مسترد کرتے ہوئے نوفل کے مردہ جسم کو اصل حالت میں واپس کر دیا۔ دوسرا قریشی سردار عمرو بن عبدود شجاعت و بہادری کے علاوہ جسمانی لحاظ سے بھی بڑا طاقتور اور مضبوط تھا شمشیر زنی کے دوران اس نے دو مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا مگر اسکے باوجود دونوں کے درمیان آہنی شمشیر کے ٹکراؤ سے آتشی چنگاریاں نکلتی رہیں یہاں تک کہ عمرو بن عبدود کے ہاتھ پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی تلوار سے شدید ضرب لگی جس سے وہ زمین پر گر پڑا اور تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی سیدنا علی رضی اللہ عنہ فوراً اُسکے اور اسکی تلوار پر اپنا پاؤں مبارک رکھ دیا فرمایا۔ اے عمرو اگر تم اسلام قبول کر لو تو قتل ہونے سے بچ سکتے ہو یہ سن کر اس دشمن نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مبارک چہرہ پر تھوک دیا اور کہا میں ہرگز اسلام قبول نہ کروں گا اُسکی بیہودہ حرکت نے

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مزید غضب ناک کر دیا آپ نے دامن سے چہرہ صاف کیا اور کچھ دیر سوچ وفکر میں گم رہے عمرو بن عبدو پھر بول اٹھا اے علی تم مجھے قتل کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے فرمایا عمرو! میرے چہرہ پر تھوک کر تم نے مجھے غضب ناک کر دیا اگر میں اس حالت میں تم کو قتل کردوں تو یہ میرا ذاتی انتقام بن جائے گا جبکہ ایک سچا مسلمان کبھی اپنے ذاتی انتقام کیلئے دوسرے کو قتل نہیں کرتا ہم اہل اسلام ہمیشہ اللہ کے دین کی خاطر دشمنوں سے جنگ کرتے ہیں اس میں ذاتی دشمنی کوئی عمل دخل نہیں ہوتا لہذا اے عمرو میں تم کو دوبارہ اسلام کی دعوت دیتا ہوں عمرو نے پھر جواب دیا میں اسلام قبول نہ کروں گا یہ جواب سننا تھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذوالفقار حیدری ایکدم فضا میں لہرائی اور اس دشمن اسلام کا سر تن سے جدا کر دیا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوت

معروف دینی سکالر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (گولڈ میڈلسٹ) مدیر اعلیٰ ماہنامہ الحقیقہ " برہان شریف حسن ابدال کے برادر اکبر سید عابد حسین شاہ بخاری،

ماہنامہ سبیل ہدایت کے قانونی مشیر شیخ عرفان احمد ایڈووکیٹ، شیخ مظہر احمد اور شیخ ظفر احمد کی بھتیجی، اور شیخ منیب احمد کی اہلیہ،

مقامی ماہنامہ نوائے ٹاؤن کے چیف ایڈیٹر سید زبیر محمد عماد کی بڑی ہمشیرہ،

ٹاؤن شپ کی معروف شخصیت بلو بٹ،

لاثانی فوم سنٹر کے مالک حاجی نواز احمد،

معروف سیاسی وسماجی کارکن خالد مسعود قریشی کی ہمشیرہ اور قاری محمد عاشق کی اہلیہ،

معروف سیاسی وسماجی کارکن راؤ محفوظ آسی کی ہمشیرہ،

قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں ادارہ سبیل ہدایت تمام مرحومین کیلئے اللہ رب العزت سے ان کی بلندی درجات کی دعا کرتا ہے۔ اور لواحقین کیلئے صبر جمیل کی بھی دعا کرتا ہے۔



اسلام کے ننھے شاہین

فوجوں کی روانگی کا وقت ہو چلا تھا اسلام کے جاں نثاروں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نظر ڈالی آپ کی نظر ایک ضعیفہ پر پڑی جو اپنے دو کمسن بچوں کو لے کر آرہی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہو کیسے آنا ہوا، ضعیفہ کہنے لگی یا رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر میرے ماں باپ قربان میرے ان دونوں بچوں کو جنگ میں شرکت کی اجازت فرمائیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محبت بھری نظر ان بچوں پر ڈالی جو کہ ابھی بہت چھوٹے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ بچے جنگ میں شامل نہیں ہو سکتے کیوں کہ یہ ابھی چھوٹے ہیں، یہ سنتے ہی وہ دونوں بچے پنجوں کے بل کھڑے ہو کر اپنا قد بڑھاتے ہوئے بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیکھئے اب تو ہم کافی بڑے لگتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ضد اور جذبے کو دیکھتے ہوئے انہیں جنگ میں شرکت کی اجازت دے دی۔

یہ جنگ تاریخ اسلام کی عظیم جنگ تھی تاریخ میں اسی جنگ کو جنگ بدر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور جو کم عمر بچے اس جنگ میں شریک ہوئے تھے عضر عہ نامی خاتون کے بچے معوذ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ تھے، جنگ شروع ہوئی تو سرداران کفار کے علاوہ بڑے بڑے ماہر جنگجو سپہ سالار بہ یک وقت اسلامی لشکر کے خلاف برسر پیکار تھے یہی وہ جنگ تھی جس میں اسلام کا مشہور دشمن ابو جہل بھی شامل تھا اور اپنے لشکر کی نمائندگی کر رہا تھا۔

جنگ شروع ہوئی اور رفتہ رفتہ زور پکڑتی گئی تلواروں کی آوازیں زخمیوں کی چیخیں عجیب خوفناک سماں تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی اسی جنگ میں شریک تھے ان کے دائیں بائیں معوذ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں میں تلواریں لیے دشمن کا صفایا کر رہے تھے۔

عالم کمسنی میں نوجوانوں جیسے کام کرنے والے ان بچوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ ابوجہل کہاں ہے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم ابوجہل کو کیوں پوچھ رہے ہو، معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے سنا ہے کہ وہ بدبخت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کرتا ہے ہم اسے جہنم رسید کرنا چاہتے ہیں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسکراتے ہوئے کہا کہ ابوجہل کفار مکہ کا بڑا جنگجو سپہ سالار ہے وہ بڑا ہی چالاک اور مکار ہے تم اس تک کیسے پہنچو گے، معوذ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ نے زیادہ ضد کی تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہیں ابوجہل کے آنے پر اطلاع دوں گا۔

لڑائی کے دوران اچانک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی نظر ابوجہل پر پڑی تو انہوں نے معوذ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ کو خبردار کیا کہ وہ سامنے ابوجہل آرہا ہے۔

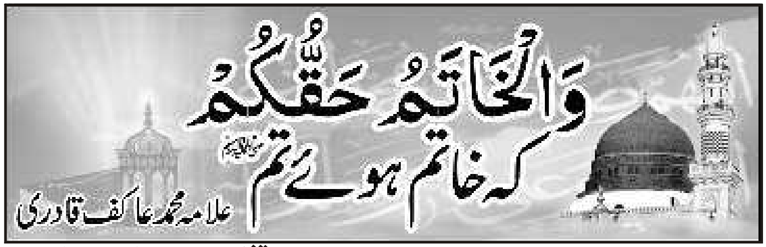
ابوجہل کو دیکھتے ہی کم عمر معوذ رضی اللہ عنہ اور معاذ رضی اللہ عنہ تلواریں ہاتھ میں لیے عقاب کی مانند ابوجہل پر جھپٹے، اتنا بڑا جنگجو سردار اچانک اس حملے سے گھبرا گیا وہ ابھی سنبھل بھی نہ پایا تھا کہ دونوں بچوں نے اپنی تلواریں ابوجہل کے پیٹ

میں گھونپ دیں ابوجہل شدید زخمی حالت میں نیچے گرا اور زخموں کی شدت سے تڑپنے لگا، اسی عالم میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے اور ابوجہل کا سر تن سے جدا کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوجہل میری اُمّت کا سب سے بڑا فرعون تھا۔

غرور کا انجام

کہا جاتا ہے کہ غرور کا انجام بہت برا ہوتا ہے۔ ایک دفعہ ایک مغرور آدمی بازار سے گزر رہا تھا۔ اس کی نظر ایک عورت پر پڑی جو اپنے سر پر تھال لئے جا رہی تھی جس میں چٹنی، پکوڑے اور سموسے وغیرہ موجود تھے۔ اس آدمی نے عورت کو آواز دے کر روکا اور کہا: اے مائی کیا بیچ رہی ہو؟ عورت نے کہا: صاحب جی سموسے، پکوڑے بیچ رہی ہوں۔ اس آدمی نے کہا، اچھا ذرا دکھاؤ تو۔۔۔ کیسے ہیں تمہارے پکوڑے اور سموسے؟ عورت نے سر سے پکوڑے اور سموسے سے بھرا تھال نیچے اتارا تو اس میں سے چٹنی آدمی کے قیمتی جوتے پر گر گئی۔ عورت کچھ ڈر سی گئی۔ اس مغرور آدمی کو بہت غصہ آیا۔ اور وہ دھاڑتے ہوئے بولا: نظر نہیں آتا تجھے؟ میرے اتنے قیمتی جوتے برباد کر دیے۔ تجھے کیا پتا اس جوتے کی قیمت کیا ہے۔ تیری اوقات سے بھی بڑھ کر ہے۔ جب تک میں تجھ سے اس جوتے کے پیسے نہ لے لوں میں تجھے یہاں سے نہیں جانے دوں گا۔ عورت نے بیچارگی سے کہا: صاحب جی غلطی ہو گئی معاف کر دیں۔ میں مسکین عورت ہوں مجھ پر رحم کریں اور مجھے جانے دیں۔ اس مغرور آدمی نے کہا: جب تک تجھ سے دام نہ لے لوں تجھے یہاں سے ہلنے بھی نہیں دوں گا۔ عورت نے بیچارگی سے کہا: کتنی قیمت ہے آپ کے جوتوں کی؟ اس آدمی نے کہا: پانچ ہزار روپے۔ عورت نے روتے ہوئے کہا: صاحب جی میں غریب عورت ہوں۔ میرے پاس اتنی رقم کہاں سے آئے گی؟ آدمی نے کہا: مجھے اس سے کوئی غرض نہیں۔ تو نے میرے قیمتی جوتے برباد کئے ہیں۔ تجھے پیسے دینے ہوں گے۔ عورت نے کہا: صاحب جی مجھ غریب پر رحم کرو، میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں، اتنی تو میری ایک ہفتے کی آمدنی بھی نہیں، میں اتنے پیسے کہاں سے دوں گی۔ لیکن وہ ٹس سے مس نہیں ہو رہا تھا۔ وہ ایک ناتواں اور بے بس عورت کو دیکھ کر اپنی دھونس جما رہا تھا۔ ایسے میں وہاں سے ایک نیک دل نوجوان کا گزر ہوا۔ نوجوان نے ڈری ہوئی عورت سے پوچھا تو اس نے سارا ماجرا بیان کر دیا۔ نوجوان نے اس مغرور آدمی سے کہا: جناب میں آپ کو آپ کے جوتوں کی قیمت دے دیتا ہوں۔ اور اپنی جیب سے پانچ ہزار روپے نکال کر اس مغرور آدمی کے ہاتھ میں رکھ دیئے۔ جب وہ اسے اپنی جیب میں ڈالنے لگا تو نوجوان نے کہا: آپ نے اپنے جوتوں کی رقم لے لی ہے ناں؟ تو پھر جوتے کدھر ہیں۔ ہم نے تمہیں جوتوں کی قیمت دی ہے۔ اب یہ جوتے ہمارے ہیں لہٰذا جوتے ہمیں دے کر جاؤ۔ مغرور آدمی پریشان ہو گیا اور بدحواسی میں بولا: تو کیا میں ننگے پاؤں گھر جاؤں گا؟ نوجوان نے کہا: ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں۔ مغرور آدمی نے کہا: اگر میں یہ جوتے نہ دوں تو؟ نوجوان نے کہا: تو پھر ہمیں اس جوتے کی قیمت دے دو۔ مغرور آدمی نے کہا: پانچ ہزار؟ نوجوان نے کہا: نہیں قیمت وہ جو ہم مانگیں گے۔ مغرور آدمی نے پوچھا تم کتنی رقم چاہتے ہو۔ نوجوان نے کہا: نو ہزار۔ مغرور آدمی پریشان ہو کر بولا۔ تم نے تو مجھے پانچ ہزار دیئے ہیں۔ نوجوان نے کہا: تمہیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے۔ مغرور آدمی نے کہا یہ بہت زیادہ رقم ہے۔ نوجوان نے کہا: ٹھیک ہے پھر ہمارے جوتے ہمیں دے کر چلے جاؤ۔ مغرور آدمی روہانسا ہوتے ہوئے بولا: تم کیا چاہتے ہو کہ میں رسوا ہو کر یہاں سے جاؤں اس کمتر عورت کے سامنے سے۔ نوجوان نے کہا: اور جب تم اس مسکین عورت کی تذلیل کر رہے تھے، اس کو رسوا کر رہے تھے وہ کیا تھا۔ مغرور آدمی نے کہا: تم میری تذلیل کر رہے ہو۔ میرا مقابلہ اس کے ساتھ کر رہے ہو۔ نوجوان نے حیرت سے کہا: کمال ہے تم جو اس کی تذلیل اور ظلم کر رہے تھے تب کچھ نہیں۔ اب میں نے یہ سب تمھارے ساتھ کیا تو تم کو ظلم لگ رہا ہے۔ کیا تمہیں ایک عورت کو یہ سب کہتے ہوئے شرم محسوس نہیں ہوئی۔ اردگرد موجود لوگوں نے بھی نوجوان کی ہاں میں ہاں ملائی۔ مغرور آدمی کچھ شرمندہ ہوا اور مزید شرمندگی سے بچنے کیلئے اپنی جیب سے نو ہزار روپے نکال کر نوجوان کو دے دیے۔ پھر نوجوان نے بھرے بازار میں اعلان کرتے ہوئے کہا کہ یہ نو ہزار روپے میری طرف سے اس خاتون کیلئے ہدیہ ہیں اور یہ صاحب اس بھرے بازار میں ان خاتون سے معافی مانگیں گے۔ مغرور آدمی کو مجبور ہو کر اس عورت سے معافی مانگنی پڑی۔



عقیدہ کا لفظ ''عقد'' سے بنا ہے اور عقد کا مطلب ہے: گرہ لگانا، بیع یا قسم کو پکا کرنا ،حساب لگانا، معاہدہ کرنا وغیرہ چنانچہ عقیدہ کا مطلب ہوا ''وہ چیز جس پر پختہ یقین کیا جائے یا وہ نظریہ جو مضبوط ہو جس کو انسان اپنا دین بنائے۔'' (المنجد) اس کی جمع عقائد ہے۔ دین کا دوسرا نام عقیدہ ہے۔ عقیدہ (دین/ ایمان) کی شرعی تعریف یہ ہے: ''سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین ہیں اور کسی ایک ضرورت دینی کا لفظ انکار کفر ہے۔'' (بہار شریعت) اور ضروریات دین سے مراد'' ایسے عقائد جو قرآن وحدیث متواتر یا اجماع صحابہ سے ثابت ہوں اور ان دلائل کی اپنے مفہوم پر دلالت قطعی ہو، ان دلائل میں کسی بھی طرح شک کی گنجائش نہ ہو اور نہ ہی ان میں کوئی تاویل کی جا سکے اور اس کا پھر خاص و عام کو معلوم کہ یہ بات دینی ضروریات (عقائد) سے ہے، جیسے اللہ تعالی کو واجب الوجود اور لائق عبادت ماننا، اس کی صفات میں کسی کو مستقل شریک نہ ماننا، اسے بے عیب جاننا۔ فرشتوں، آسمانی کتابوں، تمام انبیاء ورسولوں، قیامت وتقدیر وغیرہ کو ماننا، قرآن کو محفوظ ماننا، انبیاء اور فرشتوں کو معصوم ماننا ،نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور جہاد پر ایمان وغیرہ

عقیدہ ختم نبوت:۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد ﷺ ''خاتم النبیین'' ہیں اللہ تعالی نے سلسلہ نبوت کو آپ پر ختم کر دیا ہے اب آپ کے زمانہ مبارک میں یا آپ کے بعد کبھی بھی کسی بھی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا یہ مکمل طور پر محال اور ناممکن ہے (اس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ آنا مستثنیٰ ہے کہ آپ کوئی نئے نبی نہیں نیز یہ کہ آپ علیہ السلام شریعت محمدیہ کے پیرو بن کر تشریف لائیں گے۔) یہ عقیدہ قطعی طور آیات قرآنیہ واحادیث متواترہ اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے اور اسی پر ہمیشہ سے پوری امت کا اجماع بھی ہے، جو شخص ختم نبوت کے درج بالا عقیدہ کا انکار کرے یا اس میں کسی طرح شک کرے وہ کافر ہے، اسی طرح منکر ختم نبوت کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے (فتاوی رضویہ: جلد 15 صفحہ 578) حتیٰ کہ امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص اس منکر وکافر سے اس کے دعویٰ وانکار کا ثبوت بھی طلب کرے وہ بھی کافر ہے۔'' (مناقب الاما اعظم، کردری جلد 1: صفحہ 161)

قرآنی دلائل:۔ قرآن مجید کی متعدد آیات سے حضور اکرم ﷺ کا خاتم النبیین (آخر نبی) ہونا ثابت ہوتا ہے مثلاً:۔ **العمران: 144،81۔ النساء: 4،79،170۔ المائدہ: 3۔ الانعام: 34۔ الاعراف: 15۔ الانبیاء: 1 4،7 0 1۔ الفرقان: 1۔ السباء: 8 2۔ الاحقاف: 5 3** وغیرہ حضرت علامہ غلام محمد گھوٹوی علیہ الرحمہ کا قول ہے ''قرآن کی جس آیت سے کہو گے عقیدہ ختم نبوت کو ثابت کر دونگا ''، لیکن ایک آیت کریمہ تو ایسی ہے جو بالکل واضح ہے اور جس میں کسی بھی قسم کی تشریح کے بغیر اس عقیدہ کا ثبوت ہے:۔ **ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین** (الاحزاب: 40) ''محمد ﷺ تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن (محمد ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں آخری (نبی) ہیں۔''

اب یہاں چند ایک اصولی باتیں ذہین نشین کر لینی ضروری ہیں ۔۱۔ کسی بھی قرآنی لفظ کا ترجمہ کرتے وقت اس بات خیال رہے کہ اسلامی قطعی اور یقینی عقائد کو ذرا بھی ٹھیس نہ پہنچے ۔۲۔ جس لفظ کی دو قرأتیں ہوں یعنی دو مختلف طرح سے پڑھا جاتا ہو تو اس صورت میں دونوں قرأتوں میں مفہوم ایک ہی رہنا چاہیے۔ ۳۔ جس لفظ کا معنی دو یا زیادہ ہوں تو اگر اس کا مطلب رسول اللہ ﷺ یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے متعین کر دیا ہو تو اس کے علاوہ ترجمہ نہیں کیا جائے گا۔ منکرین ختم نبوت (مرزائی وقادیانی) لفظ ''خاتم'' کے معنی کو ان اصولوں کے خلاف استعمال کرتے ہیں اور کہتے اس کا مطلب ''مہر کرنے والا'' ہے یعنی آپ کی تصدیق (ومہر) کے بغیر اور آپ کی تعلیم کی شہادت کے بغیر کوئی شخص نبوت یا ولایت کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا (تفسیر صغیر از مرزا بشیر الدین محمود احمد، صفحہ 551) اسی تفسیر کے صفحہ 621 پر، سورۃ المومن کی آیت: 35 اور سورۃ الجن کی آیت نمبر 8، صفحہ 777 پر اپنے عقیدہ کے کو ثابت کرتے ہیں کہ امت محمدیہ میں انقطاع نبوت کا خیال درست نہیں ہے۔ (معاذ اللہ) مرزا غلام احمد قادیانی نے خود بھی ''مہر'' کا معنی کیا ہے۔ (حقیقۃ الوحی، صفحہ: 27،96۔ روحانی خزائن: جلد 22 صفحہ :99) لہذا ضروری ہے کہ لفظ ''خاتم'' کا مطلب جانا جائے تا کہ قادنیوں کے فریب سے بچا جا سکے۔ خاتم کو تاء کی زبر اور زیر (خاتَم، خاتِم) دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ تمام عربی لغات میں دونوں کا مطلب ایک ہی بیان کیا گیا ہے ''آخری فرد'' (المنجد۔ لسان العرب۔ تاج العروس) یوں تو ''خاتم'' کے اور بھی معانی ہیں :انگوٹھی ،مہر، انجام، آخری، گدی کا گڑھا، پاؤں

کی سفیدی۔ لیکن وہ اصول جو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ان کے لحاظ سے ''آخری'' معنی ہی کرتے ہیں، کیونکہ یہ معنی عقائد اسلامیہ سے مطابقت کے ساتھ ساتھ دونوں طرح کی قرأتوں میں بھی مشترک ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اس کا مطلب رسول اللہ ﷺ نے خود متعین فرمادیا کہ: **وانا خاتم النبیین لانبی بعدی** (ترمذی: 2219) ''اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں'' اس کے بعد اب کسی کے بھی ایسے قول کی جو اس سے مختلف ہو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں اگر خاتم کے معنی مہر بھی کر دیں تو بھی عقیدہ ختم نبوت کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچتی اس لیے کہ **ختم** کا مطلب ہے: ''کسی چیز کو اس طرح ڈھانپ دینا اور مضبوطی سے بند کر دینا کہ اس میں باہر سے کسی چیز کے داخلہ کا امکان بھی نہ ہو'' جیسے قرآن پاک میں ہے **ختم اللہ علیٰ قلوبھم** (البقرہ: 7) ''اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی'' اس صورت میں خاتم النبیین کا مطلب یہ ہوا کہ ''حضور ﷺ کی تشریف آوری سے سلسلہ نبوت بند ہو گیا اور اس پر مہر لگا دی گئی۔''

عقیدہ ختم نبوت کے متعلق
چند احادیث رسول ﷺ

1۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے ان میں سے ہر ایک کا خیال ہوگا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔'' (صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۸۸۹)

2۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' (صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۴۴۱۶۔ صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۴۰۴)

3۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''بے شک رسالت اور نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ تو کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہوگا۔'' (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۲۲۷۲)

4۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔'' (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۳۶۳۸)

5۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے۔'' (سنن الترمذی، رقم الحدیث: ۳۶۸۶)

☆☆☆☆☆

خونِ مسلم جا بجا ہے سرزمینِ شام میں

کارزارِ کربلا ہے، سرزمینِ شام میں
خونِ مسلم جا بجا ہے، سرزمینِ شام میں

مُبتلائے ابتلاء ہے بیکس و بے پَر عوام
ہر طرف ظلم و جفا ہے، سرزمینِ شام میں

چارسُو لاشے ہیں مظلوموں کے بے گور و کفن
بربریّت برملا ہے، سرزمینِ شام میں

طفل و مرد و زَن کی ہے ہر سُو شہادت کی خبر
کُشت و خوں کی انتہا ہے، سرزمینِ شام میں

ہے فضا میں تا فلک بمبار طیاروں کا شور
دُور تک کالی گھٹا ہے، سرزمینِ شام میں

آہ غریقِ غم ہے کب سے ملتِ اسلامیہ!
ہر طرف مظلم ہوا ہے، سرزمینِ شام میں

جذبۂ اسلام جو اسلاف کی میراث تھی
ہم سے بیگانہ ہُوا ہے، سرزمینِ شام میں

کثرتِ ملّت ہے اور خالی ہے میدانِ جہاد
فقط اِک ایراں ڈٹا ہے، سرزمینِ شام میں

ملّتِ اسلام سے کفّار تھے خائف کبھی
برعکس اب سلسلہ ہے، سرزمینِ شام میں

تھام کر اتحاد کا دامن سبھی مُسلم ہوں ایک
درس پھر سے مل رہا ہے، سرزمینِ شام میں

روس و امریکہ کو ہے اپنے مقاصد کا لحاظ
سرپھروں کا سر پھرا ہے، سرزمینِ شام میں

کر بشارالاسد کو یارَب فتح سے ہمکنار
دَست بستہ التجا ہے، سرزمینِ شام میں

عالمِ اسلام کو احساس کا پیغام دے
حشر اِک اعظمؔ بپا ہے، سرزمینِ شام میں

از قلم: محمد اعظم حنفی اعظمؔ ہیگووال نارووال

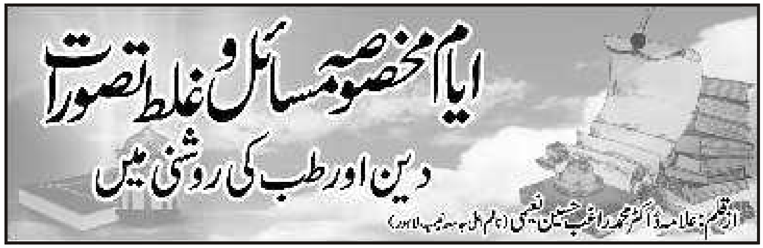
اخلاق و کردار

علامہ ذوالفقار مصطفیٰ ہاشمی

غصے کے نقصانات

غصے کے مختلف پہلو ہیں جن میں سے ایک اہم پہلو اس کے نقصانات ہیں۔اور جب تک اس پہلو پر سیر حاصل روشنی نہ ڈالی جائے اس پر قابو پانا ناممکن نہیں اور نقصانات سے ہونا اس سے بچنے میں بڑی رکاوٹ ہے۔مشہور ماہر نفسیات ڈیل کارنیگی نے لکھا ہے کہ غصے کے سبب زندگی بہت تلخ ہو جاتی ہے اور انسان اپنی شخصیت متوازن نہیں رکھ پاتا۔انسانی ذہین ماؤف ہو جاتا ہے اور معمولی کام بھی سرانجام دینا مشکل ہو جاتا ہے۔جذبات میں پیدا ہونے والے مدوجزر کے باعث رویہ تبدیل ہو جاتا ہے اور انسان معاشرے میں تنہائی کا شکار ہو کر سماجی کردار سے محروم ہو جاتا ہے۔انسان دوستوں اور عزیز و اقارب کے ساتھ ساتھ اہل خانہ کی نظروں سے گر جاتا ہے یاداشت کم ہوتی چلی جاتی ہے اور دماغی صلاحتیں کمزور پڑھ جاتی ہیں۔ ناموافق حالات کا سامنا اور مقابلہ کرنا ممکن نہیں رہتا اور منفی طرز عمل اور منفی سوچ طبیعت پر غالب آجاتی ہے درست وقت میں درست فیصلہ کرنے کی اہلیت نہیں رہتی۔ذہنی اور جسمانی عوارض پیدا ہونے لگتے ہیں سر درد، معدے کا السر، بلڈ پریشر، ڈپریشن، بے خوابی، بھوک کی کمی چہرے کی زردی۔یرقان، قوت مدافعت کی کمی حتی کہ مستقبل معذوری فالج کا حملہ اور ہارٹ اٹیک (جو کہ بعض اوقات جان لیوا ثابت ہوتا ہے) سب غصہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کے معاشرتی نقصانات تو ہم آئے روز اخبارات میں پڑھتے ہی رہتے ہیں کہ کیسے ہنستے بستے گھر غصہ کے سبب اجڑ جاتے ہیں۔کہیں گولیاں چل جاتی ہیں تو کہیں چھریاں، کہیں لاٹھیاں چلتی ہیں تو کہیں زبان ہی وہ زخم لگا جاتی ہے کہ عمر بھر پھر وہ گھاؤ مندمل نہیں ہو پاتیا۔یہ غصہ ہی ہے جو شوہر اور بیوی میں طلاق ک سبب بنتا ہے۔اور پھر اولاد ماں یا باپ اور بعض صورتوں میں دونوں کی شفقت سے محروم ہو جاتی۔غصہ میں ایک اٹھا ہوا قدم زندگی کے خاتمے یا کم از کم جیل کی صورت میں زندگی کی آزادی ختم کرنے کا ذریعہ بنتا ہے ذرا جیلوں میں جا کر ان جذبات کے ہاتھوں مغلوب ہو کر غلط اقدامات اٹھانے والے لوگوں کا پچھتاوا تو کوئی دیکھے طلاق طلاق طلاق کے الفاظ جھٹ سے منہ سے نکالنے کے بعد واپسی اور صلح کی کوئی صورت اور فتوی ڈھونڈنے والے پریشان حال پر پراگندہ بال لوگوں پر تو نظر کیجئے۔آرزو کا خون اور ارمانوں کا قتل ہونے کے بعد خودکشی کے پھندے پر جھولنے والی خوب اور لاشوں پر نظر ڈالیئے۔حسد اور انتقام کی آگ میں جلنے اور جلانے والوں کے دنیوی اور اخروی احوال کر پڑھیں۔واللہ سمجھ آجائی گی کہ غصہ کرنا ہے یا نہیں اور کہاں اور کتنا کرنا ہے۔ غصہ کی طوفانی لہروں کی بربادیاں آپ کو اپنے اردگرد پھیلی ہوئی نظر آئیں گی ہم سے ہر کوئی **الاماشاءاللہ** کسی نہ کسی درجے میں ضرور اس آگ کے متاثر نظر آتا ہے فرمان مصطفی ﷺ ہے کہ غصہ اول آگ اور پھر ندامت ہے۔امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غصہ ہر برائی کی کنجی ہے۔اور یہ روایت بھی پیش نظر رہے کہ غصہ ایمان کو ایسے برباد کر دیتا ہے جیسے سرکہ شہد کو یا فرمایا ایلوا کڑوی چیز شہد کو (شعب الایمان) دور صحابہ رضوان اللہ اجمعین سے لے کر دور حاضر تک ان گنت واقعات اس ضمن میں بیان کئے جاسکتے ہیں۔مگر قلم و قرطاس اس کے متحمل نہیں۔ ہر ایک کی چاہت ہوتی ہے کہ اپنی طبعیت کو اعتدال سے مالا مال کر کے ایک پرسکون زندگی گزارے۔یہ غصے پر قابو پانے سے ممکن ہے جس کا ہر آئندہ شمارے میں ذکر ہوگا۔

دور حاضر کا ذکر ہے کہ ایک بچہ بہت بدتمیز اور غصے کا بہت تیز تھا اسے بات بے بات فوراً غصہ آجاتا تھا۔والدین نے اسے کنٹرول کرنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ایک روز اس کے والد کو ایک ترکیب سوجھی۔انھوں نے اپنے بیٹے کو کیلوں کا ایک ڈبہ لا کر دیا اور گھر کے پچھلے حصے کی دیوار کی طرف لے جا کر کہنے لگے۔بیٹا جب بھی تمہیں غصہ آئے اس میں سے ایک کیل نکال کر یہاں دیوار میں ٹھونک دینا۔پہلے دن لڑکے نے دیوار میں 37 کیلیں ٹھونکی۔ایک دو ہفتے گزرنے کے بعد بچہ سمجھ گیا کہ غصہ کنٹرول کرنا آسان ہے لیکن دیوار میں کیل ٹھونکنا خاصا مشکل کام ہے۔اس نے یہ بات اپنے والد کو بتائی۔والد نے مشورہ دیا اب جب تمہیں غصہ آئے اور تم اسے کنٹرول کرلو تو ایک کیل دیوار میں سے نکال دینا۔لڑکے نے ایسا ہی کیا اور بہت جلد دیوار سے ساری کیلیں نکال لیں۔باپ نے بیٹے کا ہاتھ پکڑا اور اس دیوار کے پاس لے جا کر کہنے لگے۔بیٹا تم نے اپنے غصے کو کنٹرول کر کے بہت اچھا کیا۔لیکن اب اس دیوار کو ذرا غور سے دیکھو!! یہ پہلے جیسی نہیں رہی۔اس میں یہ سوراخ کتنے بُرے لگ رہے ہیں۔جب تم غصے سے چیختے چلاتے ہو اور الٹی سیدھی باتیں کرتے ہو تو اس دیوار کی طرح تمہاری شخصیت پر بھی بہت برا اثر پڑتا ہے۔تم انسان کے دل میں چاقو گھونپ کر باہر نکال سکتے ہو لیکن چاقو باہر نکلنے کے بعد تم ہزار بار بھی معذرت کرو معافی مانگو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔وہ زخم اپنی جگہ باقی رہے گا۔یاد رکھو زبان کا زخم چاقو سے کہیں بدتر اور دردناک ہے.........
غصہ کبھی کبھی قابل سے قابل آدمی کو بھی بے وقوف بنا دیتا ہے۔انسان کی عقل کا اندازہ غصے کی حالت میں لگانا چاہیے
غصہ حماقت سے شروع ہوتا اور ندامت پر ختم ہوتا ہے۔اس لئے اس پر قابو پانا ہی عقلمندی ہے اور جو ایسا کرلے وہ بہادر ہے......



اسلام اور طہارت

اسلام بنیادی طور پر طہارت و پاکیزگی کا دین ہے۔ایک طرف یہ ظاہری پاکی اور نظافت پر زور دیتے ہوئے اپنے وجود، رہنے کی جگہ اور معاشرے کو پاک صاف دیکھنا چاہتا ہے تو دوسری طرف باطنی پاکی کے حصول کے لیے ہر قسم کے شک، نفاق اور شرک کو دل سے نکال کر اسے منزہ کرنا چاہتا ہے۔ اندرونی صفائی عقیدے کی درستگی سے آتی ہے تو بیرونی صفائی کا تعلق اپنے آپ کو ہر قسم کی نجاست سے پاک کرکے طہارت کے دونوں پہلوؤں ،طہارت صغریٰ اور طہارت کبریٰ پر عمل کرنے سے ہے۔ بمطابق حدیث ''طہارت نصف ایمان ہے'' (جامع ترمذی حدیث نمبر 3528)اس لیے اس کے بارے میں صحیح جاننا از حد ضروری ہے۔طہارت کا بہت بڑا تعلق نماز کی ادائیگی کے ساتھ ہے۔یہ نماز کے لیے شرط کی حیثیت رکھتی ہے۔طہارت کے بغیر نماز پڑھنا اس عبادت کی توہین اور بے ادبی ہے اور جان بوجھ کر بے طہارت نماز ادا کرنے کو علماء نے کفر لکھا ہے۔

ایام مخصوصہ سے متعلق تعلیم طہارت

اسلام نے انسان کی دونوں اصناف مرد و عورت کی طہارت کو ملحوظ خاطر رکھا ہے۔خاص طور پر خواتین کی طہارت بارے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۲۲ میں احکامات موجود ہیں ۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ★

''اے محبوب تم سے حیض کے بارے لوگ سوال کرتے ہیں ۔تم فرمادو وہ گندگی ہے تو حیض میں عورتوں سے قربت کرنے سے بچو جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں۔ جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس اس جگہ سے آؤ جس کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ بیشک اللہ دوست رکھتا ہے توبہ کرنے والوں کو اور دوست رکھتا ہے پاک ہونے والوں کو'' حیض کا آنا ایسا امر ہے جو اللہ تعالیٰ عزوجل نے بنات آدم پر لکھ دیا ہے۔تو اس کے آنے پر پریشان ہونے کی بجائے اس کے مسائل سمجھنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ حالت حیض نجاست ہے۔ اس لیے اس میں کسی قسم کی عبادت نہ ہو سکے گی ۔ایام مخصوصہ کا آغاز بچی کے بالغ ہونے کا تیقن ہے۔اس حالت میں نماز وروزہ کی ادائیگی اور مسجد یا خانہ کعبہ میں جانا حرام ہے۔نماز کی قضا نہ ہے جبکہ روزے کی قضا دینا ہوگی۔ایسے ہی نہ تو قرآن کریم کو چھو سکتے ہیں اور نہ ہی تلاوت کر سکتے ہیں۔حائضہ اعتکاف بھی نہیں کر سکتی۔اس حالت میں ان سے جنسی تعلق کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔اگر کوئی حرام سمجھ کر کرے تو اس پر توبہ فرض ہے خواتین جب ان ایام سے فارغ ہو جائیں تو طہارت حاصل کرنے کے لیے غسل واجب ہے ۔حائضہ کا پسینہ اور جوٹھا پاک ہے۔جبکہ اس حالت میں خواتین کا ذکرواذکار، درود شریف تکبیر تہلیل اور اذان کا جواب دینا جائز ہے۔

اسلام کی آمد سے قبل عرب کے لوگ یہود ومجوس کی طرح حائضہ عورتوں سے نفرت کرتے تھے۔نہ تو ان کے ساتھ کھاتے پیتے تھے اور نہ ہی انھیں دیکھتے اور کلام کرتے تھے۔جبکہ نصاریٰ اس کے برعکس ان خواتین سے اختلاط میں انتہائی نرمی برتا کرتے تھے۔اسلام نے راہ اعتدال سکھائی اور جنسی تعلق کو منع اور حرام قرار دیا تو اس کے علاوہ ہر طرح کے میل جول اور اختلاط کو جائز قرار دیا۔

ان ایام میں عورت گھر کا ہر کام کر سکتی ہے حتیٰ کہ کھانا بھی پکا سکتی ہے اور بچے کو دودھ بھی پلا سکتی ہے۔حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس حالت میں نبی کریم ﷺ کو کنگھا کرتیں۔ پانی جس برتن میں پیتیں اس سے آپ ﷺ بھی پی لیتے۔حتیٰ کہ آپ ﷺ کے کہنے پر انھیں مصلیٰ اٹھا کر دے دیتیں۔ان احادیث کی روشنی میں عورت کو ان ایام میں الگ تھلگ رہنے کی بجائے معاشرے کا حصہ بن کر رہنے کی تلقین ملتی ہے۔

پاکستانی معاشرے میں ان ایام کے حوالہ سے درج ذیل توہمات اور پریکٹس موجود ہے۔

1) جائے نماز، تسبیح شمارے(گھٹلیاں) کو چھونا منع ہے۔

2) قرآن کو بغیر غلاف کے چھونا منع ہے مگر بعض علاقوں میں غلاف کے ساتھ بھی نہیں چھویا جاتا ہے جو کہ منع نہ ہے۔

3) ایصال ثواب کے لیے پکنے والے کھانے اور برتنوں کو ہاتھ نہیں لگانے دیا جاتا۔بعض گھروں میں موسم کا پہلے اچار بنانے پر اسی خواتین کے لیے پابندی ہوتی ہے۔

4) قبرستان یا مزارات پر جا کر اس حالت میں فاتحہ پڑھنا منع ہے مگر عمومی دعا کے لیے بھی منع کیا جاتا ہے۔

5) بچے کی پیدائش پر حائضہ کو کئی جگہوں پر منع کیا جاتا ہے ضلع لیہ میں بعض گھرانوں میں حائضہ خاتون کو روٹیاں نہیں بنانی دی جاتیں۔

6) حائضہ عورت کے زیر استعمال ڈوپٹہ کوئی اور عورت نہیں اوڑھتی۔

7) اگر چہ اس موقع پر جسمانی صفائی کو لازم سمجھا

جاتا ہے جو کہ صحیح نہ ہے۔بغیر جسمانی صفائی کے بھی غسل کرے پاک ہوا جا سکتا ہے۔

8)اگر کسی گھر میں کوئی عورت اکیلی ہے تو کوئی دوسری حائضہ عورت وہاں نہیں آسکتی ہے۔

9)درود و ذکر واذ کار کرنا جائز ہیں مگر اس حالت میں منع کیا جاتا ہے۔

10)ایت کریمہ پڑھنے کو کہا جاتا ہے مگر یہ جائز نہ ہے۔

11)قرآن خوانی کے موقع پر اگر ایک عورت قرآن پڑھ رہی ہے تو دوسری حائضہ عورت چھوئے بغیر اس میں شریک ہو سکتی ہے۔مگر یہ جائز نہ ہے۔

اگر معاشرے میں کوئی منفی روایات موجود ہیں تو انکا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہے۔یہ روایات معاشرے میں منتقل ہوتے ہوئے سینہ گزٹ ہیں جس کے پیچھے کوئی دلیل نہ ہے۔ایسے ہی ان ایام میں نہ نہانے کے بارے کوئی شرعی احکامات نہ ہیں۔ممکن ہے طبی طور پر شاید کوئی مفاسد ہوں معاشرے میں اس حوالے سے Tabos بنالئے گئے ہیں۔والدین اور خصوصاً والدہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی بچیوں کو سن بلوغت پہنچنے پر ایام مخصوصہ کے ان معاملات کے بارے آگاہی دیں۔ایسی آگاہی اور معلومات کے ذریعے بچیاں نہ صرف جسمانی صحت کے بارے اسلام کا حقیقی پیغام جان لیں گی۔بلکہ وہ عبادت کی ادائیگی اور دیگر معاملات کے بارے صحیح علم حاصل کر سکیں گی۔

ایسے معاملات بارے عموماً شرعی اور معاشرتی لیٹریچر وافر مقدار میں دستیاب نہ ہونے کے باعث سطحی معلومات آگے منتقل ہوتی ہیں۔اس لیے ضروری ہے کہ دینی معلمات سے ان مسائل کے بارے لازماً آگاہی حاصل کی جائے۔دینی معلمات مختلف مقامات پر ان مسائل کے بارے لیکچرز دیں۔ساتھ ہی ساتھ وافر مقدار میں ہینڈ بل اور مختصر لیٹریچر دستیاب ہونا چاہیے۔تاکہ طہارت کے ان بنیادی تصورات حاصل کر کے بچیاں اپنی عبادت کو پختہ بنائیں اور ضائع نہ کریں۔اس کے ساتھ ساتھ سکول لیول پر Menstrual Hygiene کے بارے میں معلمات مخصوص ورکشاپ میں 11 سال سے 14 سال کی عمر کے درمیان بچیوں کو آگاہی دیں۔

پاکستانی معاشرے میں اگر چہ گھروں میں والدہ اور بڑی عمر کی خواتین چھوٹی بچیوں کو ان امور کے بارے معلومات فراہم تو کرتی ہیں مگر خود ان کا اپنا علم انتہائی پختہ نہیں ہوتا کہ مکمل طور پر انھیں آگاہی دے سکیں۔ملی جلی معلومات جو اکثر Tabos پر مشتمل ہوتی ہیں نو بلوغ بچیوں کو فراہم کی جاتی ہیں۔جس کی وجہ سے انھیں دینی مسائل کی گہرائی بھی سمجھ نہیں آپاتی اور نہ ہی وہ طبی حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ان ایام میں اپنا خیال رکھ پاتی ہیں۔

بچیوں کی اسی تربیت کی بنا پر نہ صرف وہ خود اپنی آئیندہ Menstrual زندگی بہتر انداز میں گزار سکیں گی۔بلکہ دیگر کا بھی فائدہ کریں گی۔اسلام کے نظام طہارت اور نظام عبادات کو صحیح طور پہ سمجھیں گی اور اس پر عمل کریں گی۔نظام عبادات میں نماز، روزہ اور حج تینوں عبادات میں ایام مخصوصہ کے احکامات تفصیلاً موجود ہیں۔جنکا جاننا اور عمل کرنا ہر مسلمان خاتون کے لیے ضروری ہے.

ایسے حفظان صحت کے اصولوں پر عمل پیرا نہ ہو کر بھی جسمانی صحت خرابی کا شکار ہو جاتی ہے۔اپنے جسم کو صاف رکھنا، وقت پر نہانا صاف کپڑے پہننا اپنے رہنے کی جگہ کو پاک صاف رکھنا بھی نہایت اہم ہے۔اگر ان اصولوں پر عمل نہ کیا جائے۔تو علاج معالجہ پر کثیر رقم خرچ کرنا پڑتی ہے۔جو یقیناً مال کا ضیاع ہے۔یقیناً کچھ وقت نکال کر ان معاملات کو صحت کے اصولوں کے مطلق ترتیب دینے سے جسم کی چستی اور تازگی برقرار رہتی ہے۔تو دوسری طرف متعلقین کو بھی افادہ ہوتا رہتا ہے۔جو نہایت اہم ہے۔

بقیہ: نامہ بر

بہر کیف آپ اور آپکی ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو استقامت بخشے اور ہم سب کو اس جریدہ کے جاری رکھنے میں آپ سے ہر طرح کا تعاون کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

والسلام

عبدالناصر عطاری
ناظم تنظیمات ”رابطہ فکر رضا“ منتظم اعلیٰ تحریک بیداریٔ شعور
03068439134

============

محترم جناب عزت مآب سید قمر احمد سبزواری صاحب
چیف ایڈیٹر ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بفضلہٖ تعالیٰ امید واثق ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہ رحمت و نبوّت کے صدقے آپ اپنی ٹیم سمیت بخیر وعافیت اور خدمات اسلام کیلئے سرگرم عمل اور نیک جذبات سے سرشار ہونگے۔اگر چہ راقم الحروف جماعت اہلسنت کے کئی رسائل وجرائد کا باقاعدہ خریدار اور قاری ہے تاہم میری یہ دیرینہ تمنا تھی کہ کاش کوئی ایسا ماہنامہ بھی ہمارے پلیٹ فارم سے منظر عام پر آئے جو ہمیں عصر حاضر میں یہود ونصاریٰ، ہنود اور بدھوں کی سازشوں سے بھی آگاہی و خبرداری کا نا صرف سامان فراہم کرے بلکہ ساتھ ہی عالم اسلام کو ان کی عظمت رفتہ کی یادوں سے بھی وابستہ رکھے۔ماہنامہ سبیل ہدایت کی اصل پالیسی راقم الحروف کی قلبی تمناؤں کے عین موافق ومطابق ہے۔راقم الحروف نے یہود ونصاریٰ اور ہنود کی اسلام دشمن پالیسیوں سے بیزار ہو کر بہت سی نظمیں رقم کی ہیں۔جن میں سے بیشتر مختلف رسائل وجرائد اور اخبارات کی زینت بن چکی ہیں لہذا جناب چیف ایڈیٹر صاحب سے بھی ملتمس ہوں کہ اگر راقم کی کوئی نظم ان کے معیار پر پوری اترتی ہوئی ان کو موصول ہو تو براہ کرم اسے زیور اشاعت سے آراستہ فرما کر ذرّہ ناچیز کی حوصلہ افزائی فرمائی جائے۔

راقم نے عالم اسلام کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کیلئے جو منظوم کلام رقم کیا ہے اسے ”خون مسلم“ یا تذلیل خون مسلم“ کے نام سے شائع کروانا چاہتا ہے کوئی ادارہ یا صاحب ثروت شخصیت راقم سے اس سلسلہ میں رابطہ کر سکتا ہے۔دعا ہے اللہ تعالیٰ سبیل ہدایت کو مقبولیت عام اور ہدایت کا ذریعہ ثابت فرمائے۔آمین

محمد اعظم حنفی اعظمؔ میگووال نارووال
03474299700



بخدمت محترم برادرم سید قمر احمد سبزواریؔ صاحب

بارك الله فيكم

مدیر اعلیٰ ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مزاج شما بخیر وکل عام انتم بخیر

آپ کے ماہنامہ ''سبیل ہدایت'' کے دو شمارے (دسمبر ۲۰۱۷، جنوری ۲۰۱۸) موصول ہوئے۔ میں حرمین شریفین عمرہ کی سعادت کیلئے عازم سفر ہوا تھا۔ آپ کی خدمت میں خط لکھنے کی تاخیر ہوگئی۔ الحمد للہ ایک عرصہ کے تعطل کے بعد آپ نے ''سبیل ہدایت'' کی اشاعت پھر سے شروع کی ہے ربّ ذوالجلال اسے جاری وساری رکھنے کیلئے اسباب، ذرائع اور وسائل بہم پہنچائے۔ خاصا مشکل کام ہوتا ہے آپ استقامت رکھیں۔

''پیوستہ رہ شجر سے اُمید بہار رکھ''

میرا ''قلم'' بھی خراماں خراماں چلتا ہے۔ پرانی روایت ''کتابت'' جاری رکھی ہوئی ہے۔ جلد نمبر ۲۰ کے یکجا شمارے مجلّد ارسال کر رہا ہوں۔ جو مضامین معیاری سمجھیں ماہنامہ ''سبیل ہدایت'' میں شائع فرمادیں، میں بھی ''سبیل ہدایت'' سے استفادہ کرتا رہوں گا۔ انشاء اللہ، ماہنامہ سبیل ہدایت کے گزشتہ عرصہ کے جو شمارے میرے پاس موجود تھے ان کی جلد بنوالی ہے قومی ریاستی اخبارات میں میرے کالم چھپتے رہتے ہیں۔ اور وہی ''قلم'' میں بھی شائع ہوتے ہیں ایک کالم جو بہت پسند کیا گیا' ارسال ہے۔ رب کریم آپ کو برکتوں سے نوازے۔ فروری، مارچ، کے شمارے اپریل کیساتھ ارسال فرمادیں۔ شکریہ!

والسلام

دعا گو! سید محمد اسحاق نقوی

مدیر اعلیٰ ہفت روزہ ''قلم'' مقام وڈاکخانہ گوجر بانڈی تحصیل ہٹیاں بالا آزاد کشمیر 13100

============

محترم جناب سید قمر احمد سبزواریؔ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے بفضل تعالیٰ خیر وعافیت سے ہونگے آپ کا ارسال کردہ ماہنامہ ''سبیل ہدایت'' موصول ہوا۔ ادارہ 10 سال بعد ''سبیل ہدایت'' کا آغاز کرنے پر مبارکباد کا مستحق ہے۔ محترم جناب ہمارا ماہنامہ اخبار جو پہلے ضرب حق کے نام سے شائع ہوتا تھا عرصہ ڈھائی سال سے ماہنامہ ''نوشتۂ دیوار'' کے نام سے شائع ہو رہا ہے جس میں عالمی اسلامی انقلاب کی خوشخبریوں کیساتھ علماء کرام اور دیگر سیاسی، فلاحی و کالج یونیورسٹیوں کے بڑے نامور حضرات کے بیانات اور موجودہ حالات پر تبصرے شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ چیف ایڈیٹر ''نوشتہ دیوار'' محترم سید عتیق الرحمٰن گیلانی کے بھی حقائق اور امت مسلمہ کو پستی سے نکال کر عروج پر لے جانے کیلئے بے باک اور خاص مضامین اور اداریے شامل ہوتے ہیں۔ حال ہی میں آپ کی شائع ہونے والی ایک تصنیف ''تین طلاق سے رجوع کرنے کا بہترین خوشگوار حل'' پاکستان اور دوسرے ممالک مین زبردست پزیرائی حاصل کر رہی ہے اور حلالے کے غلط تصور سے نکل کر لوگوں کے گھر آباد ہو رہے ہیں۔ امید ہے کہ مطالعہ کے بعد اپنا تبصرہ ضرور ارسال کریں گے۔ ایک کتاب اور چند شمارے آپ کو ارسال کیے جا رہے ہیں اور نیا شمارہ بھی آپ کو ملتا رہے گا۔

والسلام

فاروق شیخ ''ماہنامہ نوشتۂ دیوار'' مدرسہ محمدیہ، جین روڈ، گذدر آباد رنچھوڑ لائن کراچی۔

===========

جناب قمر احمد سبزواریؔ مدیر اعلیٰ ''سبیل ہدایت'' لاہور

السلام علیکم! مزاج گرامی؟

ایک طویل تعطل کے بعد علمی، ادبی، فکری، نظریاتی اصلاحی وفلاحی جریدہ ''سبیل ہدایت'' کے دوبارہ اِجرا پر قلبی ہدیۂ تبریک قبول فرمائیں ان دعاؤں کیساتھ کہ جریدہ کا اب سے شروع ہونے والا یہ سفر بغیر مزید تعطل کے تا ابد الآباد جاری رہے تا کہ تشنگان علم اپنی تشنگی بجھا کر اپنی روح وقلب کو سیراب وشاداب کرتے رہیں۔ میرا مضمون دشمن اسلام عبد العزیٰ ابولہب کیسے مرا؟ آپ نے شمارہ اپریل 2018ء میں شائع کیا سپاس گزار ہوں۔

بات احساس کی ہوتی ہے محسوس کیا جائے تو کوئی معمولی غلط بات بھی ضرر رساں ہوسکتی ہے اور اگر نہ محسوس کیا جائے تو بڑی درست بات بھی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ سبیل ہدایت میں ایک معلوماتی مضمون ''ابوالفتح سلطان فتح علی'' پڑھنے کا اتفاق ہوا جس تاریخی شخصیت کے حوالہ سے یہ مضمون رقم کیا گیا ہے وہ ملت اسلامیہ کا سرمایۂ فخر اور عظیم شخصیت تھے۔ جہاں تک میرا ناقص علم ہے میں نے آج تک اس شخصیت کے متعلق جتنے مضامین پڑھے/ دیکھے ہیں ان کا عنوان ہمیشہ ٹیپو سلطان ہی ہوتا ہے۔ نتیجتاً لوگ ان کے اصل نام سے یکسر واقف نہیں حالانکہ میرے نزدیک اس مجاہد اسلام کو ٹیپو کے نام سے یاد کرنا مناسب نہیں غالباً حسد وبغض کیوجہ سے فرنگی نے ان کو ٹیپو کا نام دیدیا جبکہ ایسے نام یہ غیر مسلم لوگ اپنے پالتو جانوروں کے رکھتے ہیں۔ صد افسوس کہ ہم نے حقیقی نام کو گمنامی کی نذر کردیا اور من گھڑت نام کو جہاں بھر میں متعارف کروادیا حالانکہ ایسی عظیم شخصیات کے اصل ناموں سے جاننا ملت کا علمی فریضہ ہے موصوف کی یہ کوشش قابل تحسین ہے کہ انہوں نے مضمون کا عنوان ٹیپو کی بجائے ''ابوالفتح سلطان فتح علی'' رکھا۔ اپنے زیر تحریر مرسلہ کی وساطت سے میں اسی مضمون کے متعلق چند تاریخی غلطیوں پر آپ کی توجہ چاہوں گا۔

صفحہ 18 کالم 2 سطر 6 پر تحریر ہے کہ حیدر علی کے ہاں منگلور (دھلی) کے مقام پر 20 نومبر 1759 کو سلطان فتح علی تولد ہوا۔ صفحہ 19 کالم 1 سطر 19 پر درج ہے۔ 4 مئی 1799 کو (فتح علی) جام شہادت نوش کر گیا، گویا کہ ان کا عرصۂ حیات کل 39 سال 5 ماہ اور 14 ایام بنتا ہے جبکہ اسی صفحہ پر نیچے سطر 27 پر درج ہے کہ سلطان کی عمر 50 سال تھی اسی صفحہ پر کالم 2 سطر 8 پر درج ہے۔ کہ ٹیپو سلطان جس کا اصل نام فتح علی ہے 1761 میں میسور کا حکمران بنا۔ سوال یہ ہے کہ تقریباً 40 برس زندگی پانیوالا انسان بھلا 50 برس کیسے زندہ رہا اور 20 نومبر 1759 کو پیدا ہونیوالا بچہ 1761 یعنی 2 سال کی عمر میں میسور جیسی ریاست کا حکمران کیسے بن گیا؟ ہر چند یہ وہ معمولی اغلاط ہیں مگر تاریخ کے حقائق کا دھارا موڑنے کیلئے بڑی زبردست: بقول ساحرؔ

''احتیاط لازم ہے پُرخطر سفر کیلئے''

احسان حسن ساحرؔ 0324-4252090

ادارتی نوٹ: محترم احسان ساحرؔ صاحب توجہ دلانے کا شکریہ! یقیناً یہ کمپوزنگ کی غلطی ہے۔ سلطان فتح علی کی تاریخ پیدائش 20 نومبر 1750 ہے۔ اور تخت نشینی کی تاریخ 9 دسمبر 1782 ہے اور تاریخ شہادت 4 مئی 1799 ہے۔ ادارہ معذرت خواہ ہے۔

===========

جناب چیف ایڈیٹر ماہنامہ سبیل ہدایت لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا شائع کردہ جریدہ اپریل 2018ء موصول ہوا۔ ''سوشل میڈیا سے انتخاب'' کے حوالے سے جو مضمون ہے اسکے بارے میں عرض ہے کہ شرعی مسئلہ یہی ہے کہ نابالغ بچوں کی صف بالغوں کے بعد ہو مگر اس مضمون میں یہ شرعی راہنمائی نظر نہیں آرہی۔

میرا خیال ہے عوامی رہنمائی بہت ہی نپے تلے انداز میں کرنا چاہیئے اس کیلئے پہلے مسئلے (مضمون) کا صحیح تجزیہ کرنا چاہیئے پھر حل تجویز (راہنمائی) کرنا چاہیئے۔

باقی صفحہ 30 پر



تبصرہ کیلئے کتاب کے دو نسخے ارسال کریں/ متنازعہ اور فرقہ وارانہ کتب پر تبصرہ شائع نہیں کیا جاتا

سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ کی مطبوعات

جناب محمد موسیٰ بھٹو ملک عزیز کے ایک فکری اور درد دل رکھنے والے معروف مصنف ہیں اور بلا کسی دنیاوی صلہ کے تالیف وتصنیف کا کام کیے جارہے ہیں۔ آپ نے خلوص ومحبت سے مندرجہ ذیل کتابیں ارسال کی ہیں۔ جن کا مختصر تعارف حاضر خدمت ہے۔

1۔۔دل وروح کی دنیا اور بندہ مومن کیلئے دستور العمل

مصنف:محمد موسیٰ بھٹو

صفحات:120

قیمت: درج نہیں

2۔۔عہد جدید میں داعی وصوفی کا کردار اور اس کی خصوصیات (تزکیہ اوراحسان کے حوالے سے گفتگو)

مصنف:محمد موسیٰ بھٹو

صفحات:176

ہدیہ:100 روپے

3۔۔مادیت کی دلدل اور بچاؤ کی تدابیر (بندہ مومن کے احساسات وتفکرات کے حوالے سے عالمی حالات کے تناظر میں)

مصنف:محمد موسیٰ بھٹو

صفحات:136

ہدیہ:100 روپے

4۔۔دینی جماعتوں وشخصیتوں کا علمی جائزہ

مصنف:محمد موسیٰ بھٹو

صفحات:160

قیمت:100 روپے

5۔۔اہل محبت واہل سلوک کیلئے قرآنی لائحہ عمل

ترتیب انتخاب اور تشریح:محمد موسیٰ بھٹو

صفحات:408

ہدیہ: درج نہیں

6۔۔تعمیر سیرت کا کام اور اس کے تقاضے (کردار کے بحران کے حوالے سے اہم مباحث)

مصنف:محمد موسیٰ بھٹو

صفحات:160

قیمت:100 روپے

7۔۔اسلامی شریعت اور طریقت حضرت مجدد کی نظر میں (مکتوبات کی روشنی میں)

ترتیب وتشریح:محمد موسیٰ بھٹو

صفحات:168

ہدیہ:100 روپے

8۔۔وقت کا چیلنج

اسلام کے تحفظ وبقاء ملت کے بڑھتے ہوئے زوال ،مادہ پرست نظریات وتہذیب کی طرف سے درپیش چیلنج ،اسلامی تحریکوں کے صحیح فکری خطوط اور موجودہ دور میں اہل تصوف کے کردار جیسے موضوعات پر فکر انگیز مضامین کا مجموعہ۔

صفحات:224

مصنف:محمد موسیٰ بھٹو

قیمت: درج نہیں

9۔۔مجالسِ نبوی ﷺ

احادیث کی مشہور کتابوں صحاح ستہ سے ماخوذ اہم واقعات وتعلیمات کا منتخب مجموعہ۔

انتخاب:محمد موسیٰ بھٹو

صفحات:128

ہدیہ:100 روپے

10۔۔ہمارے سلگتے ہوئے اخلاقی وروحانی مسائل اوران کا حل

مصنف:محمد موسیٰ بھٹو

صفحات:128

قیمت:100 روپے

11۔۔جدید انسان کا داخلی بحران اوراس سے نکلنے کی صورت

مصنف:محمد موسیٰ بھٹو

صفحات:136

قیمت:100 روپے

مندرجہ بالا تمام کتب سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ 400 بی۔لطیف آباد نمبر 4۔حیدرآباد سے منگوائی جاسکتی ہیں۔

گلشن انبیاء

محترم جناب حاجی اثر انصاری فیض پوری ایک صوفی منش ،دُرویش شخص ہیں اور عرصہ دراز سے علم وادب کی خدمت کررہے ہیں۔آپ کی زیرادارت اورتحریک پر کئی ماہنامے اور ہفت روزے شائع ہو رہے ہیں۔یقیناً پنجابی ادب میں اثر انصاری فیض پوری کا نام ادب واحترام سے لیا جاتا ہے۔آپ کا کہنا ہے کہ میری دلی خواہش تھی کہ انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات زندگی منظوم پنجابی زبان میں تحریر کروں سوان کا یہ شاہکار چھپ چکا ہے اور طالبان علم وادب کی پیاس بجھانے میں اپنا کردار ادا کرے گا۔ایک بات اور کہ بابا جی اثر انصاری فیض پوری نے ساری زندگی علم وادب کی خدمت بغیر کسی سہارے کے تن تنہا سرانجام دی ہے۔جو نوجوان نسل کیلئے ایک استعارے کی مثل رکھتا ہے۔گلشن انبیاء کمپیوٹر کتابت کی بجائے دستی کتابت میں شائع کی گئی ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ اب بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو روایات سے جڑے رہنے کی بات کرتے ہیں اور فن کتابت کو بھی زندہ رکھا ہوا ہے کہ اسی میں ہماری شناخت باقی رہتی ہے۔640 صفحات کی خوبصورت ٹائٹل کی اس کتاب کی قیمت صرف 500 روپے ہے جو ادارہ شاخ ادب فیض پور خورد، شرقپور روڈ ضلع شیخوپورہ سے منگوائی جاسکتی ہے۔

Monthly **SABEEL-E-HIDAYAT** Lahore
Published by BAZAM-E-NIDA-E-MUSLIM Pakistan Head Office:8/3-B-1 Township Lahore 54770

